صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ یکم اکتوبر 2013ء بمطابق 24 ذیقعد 1434 ہجری بعد از دوپہر چار بجے منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امتیاز شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

ظَهَرَ ٱلۡفَسَادُ فِی ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِی ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعۡضَ ٱلَّذِی عَمِلُواْ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ O قُلۡ سِيرُواْ فِی ٱلۡأَرۡضِ فَٱنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَـٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلُۚ كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّشۡرِكِينَ O فَأَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ ٱلۡقَيِّمِ مِن قَبۡلِ أَن يَأۡتِیَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُۥ مِنَ ٱللَّهِۖ يَوۡمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ۔

(ترجمہ): خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا اُن کو اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔ کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا ہے۔ ان میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔ تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہے گا اور رک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ وآخِرُ الدَعوَانا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: ان معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں: محترمہ معراج ہمایون خان صاحبہ، ایم پی اے؛ جناب محمد رشاد خان صاحب، ایم پی اے؛ جناب ضیاءاللہ بنگش صاحب؛ جناب فضل حکیم خان صاحب؛ جناب محب اللہ خان صاحب؛ مسماۃ خاتون بی بی، ایم پی اے؛ جناب بخت بیدار صاحب؛ جناب سلطان محمد خان صاحب، ایم پی اے؛ جناب فخر عالم خان، ایم پی اے؛ جناب سکندر خان شیر پاؤ صاحب؛ جناب سردار ظہور احمد خان صاحب؛ محترمہ بی بی فوزیہ اور جناب ستار خان صاحب، ایم پی اے۔ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted.

پشاور میں دہشت گردی کے واقعات پر بحث

(گرجاگھر واقع کوہاٹی گیٹ پشاور، قصہ خوانی بازار اور سیکرٹریٹ بس)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار اورنگزیب صاحب، پلیز۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک انتہائی اہم مسئلے پر جس پر کل سے بحث جاری ہے اور اپوزیشن کی طرف سے یہ اجلاس اقلیتی برادری کے ساتھ یکجہتی کے لئے ہو رہا ہے، یہ گزشتہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتے کے دوران جو یہ تین چار بڑے خوفناک قسم کے واقعات ہوئے، تو ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے اپوزیشن نے اس اجلاس کی ریکوزیشن کی تھی۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ فضل کرے، میں یہ سمجھتا تھا کہ کل بھی ہمارے اس ہاؤس کے اندر جو اتنے اہم مسئلے کے اوپر سیچویشن سامنے رہی حکومت کی طرف سے، خصوصی طور پر اپوزیشن کی طرف سے تو یہ میسج جو صوبے کے عوام کو ہم دینا چاہتے تھے، غالباً ہم اس طریقے سے اس کو Convey نہیں کر سکے، تو جناب سپیکر صاحب، یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ 1947ء سے لیکر آج تک جتنی جنگیں انڈیا کے ساتھ ہم نے لڑی ہیں، اتنا بڑا نقصان ان جنگوں میں نہیں ہوا ہے جتنا اس دہشت گردی کی جنگ میں ہمارے ملک کو اور بالخصوص صوبہ خیبر پختونخوا کو جو نقصان ہوا، تو ہمیں بڑا سیریس لینا چاہیئے اس مسئلے کو اور جو لوگ اس جنگ میں ملوث ہیں،

جو ہمارے صوبے کے امن کو تباہ کر رہے ہیں جناب سپیکر صاحب، ان کا نہ کوئی دین ہے، نہ ان کا کوئی مذہب ہے اور وہ نہ خدا کو مانتے ہیں، نہ رسول ﷺ کو مانتے ہیں، نہ قرآن کو مانتے ہیں تو پھر ان لوگوں کو ہمیں، یہ جو ہم اس ہاؤس میں بیٹھتے ہیں، بڑے ذمہ دار لوگ ہیں، ہمیں یہ میسج دینا چاہیئے کہ ہم ایک ہیں اور ہم متحد ہیں، دہشت گردی کی جنگ کے مقابلے کیلئے ہم میں کوئی تفریق نہیں ہے، ہم اکٹھے ہیں۔ کہتے تو ہم سب ہیں، سب سیاسی جماعتوں کے لوگوں نے کل بھی بات کی ہے کہ ہم پوائنٹ سکورنگ نہیں کریں گے بلکہ اس میں ہم اکٹھے ہونگے لیکن جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو بات اسی پہ آتی ہے، پتہ نہیں پوائنٹ سکورنگ کا کیا مطلب ہے جو میں نہیں سمجھ سکا ہوں؟ تو جو میسج ہمیں دینا چاہیئے تھا، اس طریقے سے ہم Convey نہیں کر رہے ہیں۔ میں یہ ریکویسٹ کروں گا ہاؤس کے تمام ممبران سے اور یہاں پہ بیٹھے تمام سیاسی جماعتوں کے ممبران سے کہ ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کا جن کا نہ کوئی دین ہے، جن کا نہ کوئی مذہب ہے، جو نہ مسجدوں کو معاف کرتے ہیں، نہ مندروں کو معاف کرتے ہیں اور نہ انہوں نے مسلمانوں کو چھوڑا ہے، نہ انہوں نے اہلسنت والجماعت کو معاف کیا ہے، نہ شیعہ برادری کو معاف کیا، نہ عیسائی برادری کو معاف کیا ہے، نہ اقلیت کو معاف کیا ہے تو ان کے خلاف حکومت کو ایک میسج دینا چاہیئے تھا۔ کل وزیر صحت صاحب بڑی اچھی باتیں کر رہے تھے لیکن کوئی کلیئر میسج وزیر صحت صاحب نے بھی نہیں دیا کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہم حکومت کے ساتھ ہیں، ہم حکومت کے ساتھ اس معاملے میں بالکل ان کا ساتھ دیں گے، پتہ نہیں جناب سپیکر صاحب، یہ آپ کے توسط سے میں حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیوں ڈرتے ہیں ان سے، کلیئر کٹ میسج کیوں نہیں دیتے ہیں؟ کہ ہم نے صوبے کے اندر امن لانا ہے اور اس کیلئے ہمیں جتنی بھی قربانیاں دینا پڑیں، خواہ وہ حکومت کی طرف سے کوئی ممبر آئے یا اپوزیشن کی طرف سے ہے تو وہ قربانی دینے سے ہم دریغ نہیں کریں گے۔ تو کلیئر کٹ آپ میسج دیں کہ ہم نے ان کا مقابلہ کرنا ہے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے، بالکل اے پی سی کا اجلاس ہوا، اس میں وزیر اعظم صاحب نے تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دی اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے بالکل وہاں پہ شرکت بھی کی اور بہت اچھی تجاویز دیں اور اس اے پی سی کے اجلاس کے بعد حکومت کی طرف سے ایک پیشرفت ہوئی کہ طالبان کمانڈر جو ملا برادر تھے، برادر کو رہائی بھی دی گئی لیکن طالبان کی طرف سے کوئی پیشرفت نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے

اس مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی انہیں یہ جواب دینا چاہیئے، اب یہ خرگوش کی طرح آنکھیں بند کر کے مار کھانے سے بہتر یہ ہے کہ زندگی موت تو اللہ کے اختیار میں ہے، ایک نہ ایک دن ہم نے جانا ہے اس دنیا سے، تو جرات کے ساتھ جناب سپیکر صاحب! آج سی ایم صاحب کو ادھر ہونا چاہیئے تھا، کل کے اجلاس میں بھی ہونا چاہیئے تھا، وہ اس صوبے کے چیف ایگزیکٹیو ہیں، آئی جی صاحب کو اجلاس میں ہونا چاہیئے تھا جو اس صوبے کی تقریباً تمام فورسز کو کنٹرول کرتے ہیں، تو وہ بھی اجلاس میں نہیں تھے، اتنا اہم اجلاس ہے اور یہاں پہ اگر ہم اس کو سیریس نہیں لیں گے تو یہ کس طریقے سے ہم Message convey کریں گے کہ ہم ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے؟ وہ بھی آجائیں تھوڑی دیر کیلئے، تو جناب سپیکر صاحب، اس معاملے کو بالکل مطلب ہے جس طرح ہم Light لے رہے ہیں اور کل جو میسج ہم نے دیا ہے، یہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے، آج کم از کم Seriously کچھ تجاویز ایسی آنی چاہئیں، ہم تجویز دے سکتے ہیں عمل کرنا اس کے اوپر حکومت کا کام ہے اور حکومت کو چاہیئے کہ اگر کوئی اچھی پالیسی وضع کرے، جو دہشت گردی کے تین چار بڑے واقعات ہوئے ہیں جو انتہائی افسوسناک ہیں اور اس سے بڑا خوف وہراس پھیل گیا ہے پورے صوبے کے اندر، تو اس کیلئے کوئی حکمت عملی انہوں نے جو اختیار کی ہے، جو اپنائی ہے، وہ بڑے افسوس کی بات ہوئی ہے۔ کل جو اقلیت کے ممبر پرویز صاحب نے جو ہسپتالوں کے حوالے سے کہ دھماکے کے بعد جو رویہ وہاں پہ اختیار کیا گیا ہے، اس کو بھی جناب ہیلتھ منسٹر صاحب نے گول مول کرنے کی کوشش کی تو ہیلتھ منسٹر صاحب سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر آپ ایکشن لیں اور آپ یہ دیکھیں کہ جس وقت یہ دھماکہ ہوا، اس دھماکے میں جو ہمارے روڈوں کی، سڑکوں کی پوزیشن ہے، اتنے تجاوزات ہوئے ہیں پورے شہر کے اندر، تو زخمیوں کو، جن لوگوں کی اس میں Casualties ہوئی ہیں، ان کو ہسپتال پہنچانے میں کتنی دشواریاں پیش آئی ہیں؟ اسلئے کوئی آپ پلان تیار کریں، ٹریفک کا پلان تیار کریں، موت اور زندگی تو اللہ کے اختیار میں ہے، تو حادثات اب ہو رہے ہیں، ان کیلئے کوئی منصوبہ بندی ہو اور پھر اس کے بعد جناب سپیکر صاحب، یہ دس سالوں سے کل ہیلتھ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ دھماکے ہو رہے ہیں، بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دس سالوں سے ہو رہے ہیں اور آپ یہ دیکھیں کہ ان دس سالوں میں جو جماعتیں یہاں پہ Rule کر رہی تھیں، حکومت کر رہی تھیں، پچھلے

پانچ سال جس جماعت نے حکومت کی، وہ دوبارہ نہیں آسکی اور اس سے پچھلے پانچ سال جس جماعت نے حکومت کی تو شاید دوبارہ لوگوں نے انہیں ووٹ نہیں دیئے اور آپ کو لوگوں نے ووٹ دیئے، تو آپ اس کیلئے کوئی تدارک، آپ کے دور میں غالباً سو سے زیادہ دھماکے ہو چکے ہیں، آپ نے کیا تدارک کیا ہے، کیا پالیسی بنائی ہے اس کی رکاوٹ کیلئے؟ اور پھر اس کے بعد، ٹھیک ہے یہاں پہ پاکستان آرمی نے بھی اور ہماری پولیس نے اور دیگر فورسز کے جوانوں نے اور افسروں نے بے تحاشہ قربانیاں دی ہیں اور حکومت کو چاہیئے کہ آرمی سے اور پولیس اور دیگر فورسز سے جو انتہائی اس میں اچھے اچھے لوگ بھی ہیں، اہل لوگ ہیں، دیانتدار لوگ ہیں، بہادر لوگ ہیں، ان کے اوپر ایک فورس تشکیل دے اس صوبے کے اندر، اس کو جدید اسلحے سے لیس کیا جائے اور اس کیلئے جدید قسم کی جو گاڑیاں ہیں اور اسلحہ ان کو Provide کیا جائے، کسی نہ کسی طریقے سے ہم نے ان لوگوں کا مقابلہ کرنا ہے اور اگر یہ مذاکرات کو بھی نہیں مانتے ہیں حالانکہ یہ مذاکرات کی جو پیشرفت حکومت نے کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی پیشرفت تھی لیکن بجائے انہوں نے فائدہ اٹھانے کے الٹا انہوں نے کمزوری سمجھی ہے حکومت کی، تو اب حکومت کو ذرا جرات کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ جناب شوکت یوسفزئی صاحب! شوکت یوسفزئی صاحب، یہ آپ اگر اس کو اس طرح Light لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے صوبے کے عوام کی ذمہ داری اس وقت صوبائی حکومت کے اوپر عائد ہوتی ہے، آپ اس کیلئے کوئی منصوبہ بندی کریں، کوئی پالیسی وضع کریں کہ یہ جو دہشت گردی کی جنگ ہے، کس طرح ہم نے اس سے نمٹنا ہے اور کس طریقے سے ہم نے اس کا مقابلہ کرنا ہے؟ اگر آپ اس کو گپ شپ میں رکھیں گے تو میرے خیال کے مطابق یہ مزید تباہی کی طرف ہم اپنے صوبے کے لوگوں کو لے جارہے ہیں کیونکہ صوبے کے عوام نے آپ کو ووٹ تحفظ کیلئے دیا ہے، امن وامان کیلئے دیا ہے، آپ چینج لانا چاہتے تھے، آپ چینج لانا چاہتے تھے، کل آپ نے چھ مہینے مانگے ہیں کہ میں چھ مہینے کے اندر یہ کردوں گا، جب آپ منتخب ہوئے تھے، آپ نے تین مہینے مانگے تھے، پھر آپ نے 90 دن مانگے تھے تو آج غالباً 120 دن سے زیادہ آپ کے ہو گئے ہیں، ہم نے پہلے دن آپ سے کہا تھا کہ آپ کے اچھے کاموں میں ہم آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے اور جہاں پہ آپ صحیح کام نہیں کریں گے، آپ کیلئے ہم رکاوٹ بھی بنیں گے، تو ہم جتنے ممبران اس اسمبلی، اس ایوان کے اندر جناب سپیکر صاحب! آئے ہیں، ہم تقریباً لاکھ سوا لاکھ کے

لوگوں کی نمائندگی یہاں پہ کرتے ہیں اور یہ ہم پہ فرض ہے کہ ہم اپنے صوبے کے لوگوں کو امن جو ایک حکومت کی اولین ترجیح ہے، وہ فراہم کرنے کیلئے ہمارا یہ حق ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوشش کریں اور آگے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے زندگی اور موت کہ جو وقت اس کیلئے مقرر ہے، ایک نہ ایک دن ہم نے جانا ہے لیکن میں یہ ریکویسٹ کروں گا حکومت سے کہ بس جرات کے ساتھ یہ جواب دیں ان کو، اس وقت بھی عوامی نیشنل پارٹی سے ہمارے سیاسی اختلافات تھے، آج بھی تقریباً اسی طرح پوزیشن ہے لیکن میں عوامی نیشنل پارٹی کے قائدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پچھلے پانچ سالوں میں ان کی حکومت تھی، اگر یہ اس ساری چیز کو روک نہیں سکے تو کم از کم جو قربانیاں عوامی نیشنل پارٹی نے پچھلے پانچ سال، کسی اور جماعت نے اتنی قربانی نہیں دی جتنی عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے اس دہشت گردی کی جنگ میں ان لوگوں نے قربانیاں دی ہیں، تو یہ ہم سب کو ایک نہ ایک دن ضرور اپنے طور پر، جن جن پارٹیوں کے اوپر ذمہ داری عائد کی ہے عوام نے، ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیئے۔ بڑی مہربانی، شکریہ۔

<u>جناب منور خان ایڈوکیٹ</u>: جناب سپیکر صاحب!

<u>جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت)</u>: یو منټ، یو منټ۔ یو منټ جی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جی منور خان ایڈوکیٹ صاحب، پلیز۔

<u>جناب منور خان ایڈوکیٹ</u>: زه صرف دومره حد پورې دا یوه خبره کوم چې دلته چې کوم کسان تقریرونه کوی، یقینی خبره ده چې هغوی به ګورنمنټ Criticize کوی هم خو د دې مطلب دا نشو چې یره شوکت یوسفزئی صاحب په مینځ د تقریر کښې راپاڅی او د هغې جواب ورکوی۔ زه دا ریکویسټ تاسو ته کوم چې یره بهئ تنقید څه د دې د پاره نه کوی چې یره بهئ تاسو ګورنمنټ دغه کوی او ته په هغې تنقید باندې Blast شې او فوری د هغې تقریر جواب ورکول غواړې۔ شاه فرمان خان! کم از کم ته هم لږ سنجیده کس ئې، دا خپل کسانو لکوټی یو ګهنټه د اسمبلئ نه مخکښې چرته یو کلاس اخله چې هغوی په دې باندې پوهه کوه چې کم از کم د اسمبلئ دا روایات نه دی چې یره بهئ یو سړے تقریر کوی او ته فوراً پاڅې او جواب ورکوې نو دا د دې روایات نه دی او نه د اسمبلئ دا طریقه کار دے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شکریہ منور خان صاحب۔ جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ زه نه یم پوهه چې دا په کوم انداز کښې تاسو خبره وکړه، ما خو صرف هغه ته د یو خبرې یادهانی ورکوله۔ مونږه چرته د تیښتې خبره نه ده کړې، نه مو د بزدلئ خبره کړې ده، دا زمونږ صوبه ده او د دې صوبې سره مونږه ګپ لګول نه غواړو۔ نن چې دا هیلتهـ ډیپارټمنټ او وزیر صحت دومره یادیږی نو دا تاسو ته پته ده چې مخکښې خو چا پیژندو هم نه چې محکمه صحت شته که نشته په دې صوبه کښې؟ دا خو تاسو ټولو ته پته ده۔ دا نن چې کوم د Burn Center دوئ خبره وکړله نو تاسو ما ته اووایئ چې Burn Center په یو میاشت کښې جوړیدے شی؟ دا تاسو 67 سال څه کول دلته؟ دا لس کاله خو تاسو هم په اسمبلئ کښې ناست وئ، دا پینځه کاله ستاسو حکومت، دا پینځه کاله دیخوا د دوئ حکومت پاتې شوے دے، دا Burn Center، د لسو کالو راهسې دهماکې نه کیږی، دا نن یاد شو چې یره خلق سوزیږی او خلق دغه کیږی؟ دا خو تاسو Criminal negligence کړے دے، دا ګوره د دې سره به ګپ نه لګوؤ، Burn Center په یو میاشت کښې نه شی جوړیدے ځکه ما شپږ میاشتې وئیلې دی او دا مې وئیلی دی ان شاء الله شپږ میاشتې پس به تاسو ته زه ثابتوم چې په دې صوبه کښې به یو Burn center نه وی څلور به وی۔ (تالیاں) ملاکنډ کښې، دیر کښې به وی، ان شاء الله چترال کښې به وی، بنوں او پشاور دا څلور به ان شاء الله شپږ میاشتې پس Burn Centers وی۔ ګوره دا یو منټ۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیر صحت: اوس تاسو هم لږ تمیز ایزده کړئ کنه، زما دا خبره واورئ، مهربانی وکړه۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! دا دوئ څه رنګه۔۔۔۔

وزیر صحت: دا چې کوم درس تاسو شاه فرمان له ورکولو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منور خان صاحب، منور خان صاحب۔

(قطع کلامیاں)

وزیرِصحت: دا چې کوم درس د شاه فرمان ته ورکولو نو اوس لږ ته پرې هم عمل وکړه کنه، مهربانی وکړه، اوس زما خبرې هم واؤره کنه۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

وزیرِصحت: ګوره جی تاسو بار بار دا وایئ چې حکمت عملی، زما دې ملګری خبره وکړله چې حکمت عملی نشته، اے پی سی چا راغوښتې ده، اے پی سی وفاقی حکومت نه ده راغوښتې؟ دا د جرات چې کوم مونږ ته سبق راکوی، دا د خپل لیډر ته اووائی کنه، مونږ ورته وئیلی دی چې مذاکرات وکړه؟ پخپله ئے اے پی سی رااوغوښتله، ټول قوم تاسو ټولو دستخطې کړې دی چې وړومبے به مذاکرات وی او د هغې نه پس، نن هغه خپل لیډر پسې خبرې کوی چې جرات پکښې نشته دے، چې نشته دے نو ورته اووایه کنه، دلته مونږ ته اسمبلئ کښې څه له وائې؟ دا داسې څیزونه دی، په دې باندې، ان شاء اللّٰه ما چې کومه خبره کړې ده د هیلتھ حوالې سره، زه په هغې قائم یم، په یو یو لفظ قائم یم ان شاء اللّٰه، ما چې کومه خبره کړې ده، ما اسمبلئ ته، سپیکر ته پخپله مې وئیلی دی چې په خپله سربراهئ کښې پارلیمانی کمیټی جوړه کړه او انکوائری وکړه چې کومې دهماکې زمونږ په وخت کښې شوې دی، Mishandle شوی وی کوم زخمی، زه حاضر یم دلته چې کومه سزا ورکوئ حاضر یم، چې کوم تاسو تجویز راکوئ په هغې به زه عمل کوم، هسې پوائنټ سکورنګ مه کوئ سیاست کښې، په دې نه کیږی، تاسو خپل وخت پانچ پانچ سال تیر کړی دی، تاسو په خپل وخت کښې هیڅ هم نه دی کړی۔ (تالیاں) تاسو قوم سره مذاق کړے دے چې کومه د قوم پیسه وه، هغه په کمیشنونو او جیبونو ته تلې ده، اوس ان شاء اللّٰه دا پیسه به مونږ په خلقو لګوؤ۔ (تالیاں) تاسو به شپږ میاشتې پس اووینئ چې برن سنټرې به هم وی، هیپاټائټس سی سنټر به هم وی، په دې نه کیږی چې تاسو راپاڅئ او تنقید شروع کړئ۔۔۔۔۔

جنابِ ڈپٹی سپیکر: شکریہ جناب۔۔۔۔۔

(شوراور قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں پھر، ایک بات، میں تمام اراکین-----

(شور اور قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پلیز تھوڑا تشریف رکھیں جی۔

(شور اور قطع کلامیاں)

جناب مفتی سید جانان: جناب سپیکر!

جناب سردار حسین: یو خبره ورته یادول غواړم جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں پھر بے شک آپ کو ٹائم دیتا ہوں، ایک بات میں پہلے کر لوں پھر آپ بولیں۔ میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے، میرے لئے خدا کی قسم آپ لوگوں میں کوئی فرق نہیں ہے، وہ اس سائڈ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یا اس سائڈ کے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ آپ ذہن میں رکھ لیں۔ میں زیادہ تر کوشش کرتا ہوں کہ میں اپوزیشن، چونکہ اپوزیشن کے معزز ارکان نے ریکوزیشن کی ہے اور ان کو میں زیادہ ٹائم دے رہا ہوں تو مہربانی کر کے اتنا خیال رکھیں کہ ایک بندہ جو بھی بولتا ہے تو اس کے علاوہ چیئر کے سامنے دوسرا بندہ بولنے کی جرات نہ کرے تو بڑی مہربانی ہوگی، آپ کی نوازش ہوگی۔ میں سردار حسین بابک سے گزارش کرتا ہوں، کچھ بولنا چاہتے ہیں جی۔

جناب سردار حسین: شکریه، سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! نن خو، اصل کښې دا ده د اپوزیشن چې زمونږ ځومره ملګرې دی، شوکت ئے ډیر زیات خوښ دے چې کله هغه پاڅی نو بیا دا د خوښې، د هغه سره ئے ډیره زیاته مینه ده او دویمه خبره سپیکر صاحب! دا چې مونږ په دې خبره هم ډیر زیات خوشحالیږو چې نوے حکومت چې دے، نوے حکومت چې دے، هغه په هیلتھ کښې به کارونه هم کوی خو زه د دوئ په نوټس کښې راوستل غواړم چې د دې صوبې په تاریخ کښې به چرته داسې نه وی شوی چې ژوندی خلق، خلق به ئے په تابوتونو کښې اچولی وی او بیا چې هلته جنازې ته ئے وړی دی نو د جنازې نه ئے واپس راوړی چې دا خو مړ نه دے دا خو ژوندے دے، نو ښه خبره ده که چرې داسې کوی۔ (شور) که چرې داسې کوی، مونږه ئے Appreciate کوؤ، مونږه ئے Appreciate کوؤ-----

(شور)

وزیر صحت: دا دوئ هسې شور جوړ کړے دے ، په ایل آر ایچ کښې ئے شور جوړ کړے وو-----

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: په ایل آر ایچ کښې ئے توړ پھوړ کړے دے ، دا سې چرته نه دی شوی، توړ پھوړ چرته نه دے شوے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! اگر واقعی میرے بھائی شوکت یوسفزئی صاحب اتنے سیریس ہیں Health facilities دینے میں تو ہم Appreciate کریں گے ضرور، لیکن میں یہ واقعہ اسی لئے یاد دلانا چاہ رہا تھا کہ کسی بھی حکومت میں اس طرح نہیں ہوا کہ کسی زندہ شخص کو تابوت میں ڈالا گیا ہے، وہاں جا کر جنازگاہ پہ ان کو پتہ چلا کہ یہ جو ہے مرا نہیں ہے، زندہ ہے، تو صرف اس کی یادہانی کیلئے میں یہ-----

(تالیاں)

مفتی سید جانان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر کی جانب سے اعلان

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک اعلان کرتا ہوں، پھر اس کے بعد۔ میں اپنی جانب سے اور تمام معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے فضائیہ کالج آف ایجوکیشن برائے طالبات کی پرنسپل صاحبہ، سکواڈرن لیڈر عفت کلثوم اور ان کے تمام سٹاف کو اور سٹوڈنٹس کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب مفتی جانان صاحب، پلیز۔

پشاور میں دہشت گردی کے واقعات پر بحث

(گرجا گھر واقع کوہاٹی گیٹ پشاور، قصہ خوانی بازار اور سیکرٹریٹ بس)

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ زه جی دا ماحول بدمزګئ طرف ته نه بوځم، زه د خیر خبره کوم جی خو زه جی دا وایم چې دې اجلاس کښې مونږ د پرون نه کوم حالات ګورو، دا اجلاس چې په کومې ایجنډې باندې راغوښتے شوے

دے ، د هغې ایجنډې افادیت غالباً غالباً زه به ډېر معذرت سره اووایم چې زمونږ زړونو کښې نشته دے او هغه ځکه که تاسو وګورئ دلته اکثر ملګری د حکومت د یو بل سره ناست دی او مطلب دا دے څوک درخواستونه وړی او څوک څه کوی او څوک څه کوی او که دلته نه ملګری خبره وکړی، د اصلاح په نیت باندې خبره وکړی، زه به دغه ملګرو ته، دغه سنګ ته ناستو ملګرو ته ډېر ګزارش کوم چې تاسو حکومت کښې یئ، حکومت دا دومره اسان کار نه دے ، دا لوئې زړه غواړی، دا به د هر چا خبره اورې او د هرې خبرې به جواب ورکوې، که دغه شان مونږ مینځ کښې په چهیړ یو یا وایو چې د دې نه مخکښې فلانکے حکومت وو، هغه داسې کړی وو، بیا ورپسې دا حکومت راغلو، دوئ داسې وکړل، اوس به بیا به بل حکومت راشی، هغه به وائی چې مخکښې حکومت کښې داسې شوی دی، زه به هغه شان کوم۔ جناب سپیکر صاحب، بیا د دغې معاشرې د دغه خلقو د بیا خدائے مل شی، بیا د دغې خلقو هیڅوک نشته دے۔ دغه د دې صوبې Cream دی، دا د دې صوبې نمائندګان راغلی دی، که چرې د عوامو نمائندګانو دا حالات وی، د عوامو نمائندګانو د دغې خلقو وینو توئیدو کښې دا عدم دلچسپی وی جناب سپیکر صاحب، بیا به د امام مهدی انتظار کوؤ چې کله امام مهدی راشی بیا به زمونږ د وینو تپوس کوی۔ زما اخری ګزارش دا دے چې دې ټولو خبرو سره سره حکومت او اپوزیشن د کښینی، مونږ د په دغې خبرې باندې پوهه کړی چې آیا دا مذاکرات شوی دی او که نه دی شوی؟ د کوم حده پورې شوی دی او کوم ځائې کښې رکاوټ دے؟ که وینه توئیږی د دغې صوبې توئیږی او د پښتنو توئیږی، که تکلیف کښې ده نو دا صوبه ده او دغه پښتانه دی ورکښې، مرکز وائی چې د صوبې کار دے او صوبه وائی چې د مرکز کار دے۔ که خبرې شوې وی خو ډیرې ښې دی او که نه وی شوې، مونږ به علی الاتفاق یو داسې قرارداد، یو شے راوړو چې قومی اسمبلئ کښې کوم خلق ناست وی، قومی کوم قیادت دے ، هغوی ته دا ګزارش وکړو چې زمونږ پښتنو باندې نور رحم وکړئ او بس مطلب دا دے چې زمونږ وینې ډیرې توئې شولې، ان شاء الله العظیم که نور هیڅ نه وی خو زمونږ د طرف نه به د دې

عوامی نمائندګانو طرف نه به د یو خیر میسج وی۔ وَآخِرُالدَّعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ جس موضوع کے اوپر کل سے یہاں پر بحث ہو رہی تھی، سب سے پہلے میں جو چرچ پر حادثہ ہوا، اس کے بعد سیکرٹریٹ کے ملازمین کی بس کے اوپر جو حادثہ ہوا، پھر قصہ خوانی میں جو دھماکہ ہوا، میں اپنی طرف سے شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ ان خاندانوں کے ساتھ بھی ہماری دلی ہمدردی ہے کہ جن کے جوان بیٹے، جن کے بچے، جن کی خواتین اور بزرگ ان حادثات میں شہید ہو چکے ہیں، اللہ ان سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جو زخمی ہسپتالوں میں ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو جلد شفاء نصیب کرے۔ سر، جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں اور جس حالت جنگ میں خاصکر ہمارا صوبہ ہے، اس حالت جنگ سے نکلنے کیلئے ہم سب نے ملکر سوچنا ہے اور ہم سب نے ایک سنجیدہ Role play کرنا ہے، چاہے کوئی گورنمنٹ میں بیٹھا ہو یا کوئی اپوزیشن میں بیٹھا ہے کیونکہ یہ ملک ہمارا ہے، یہ صوبہ ہمارا ہے اور یہ معصوم بچے ہمارے ہیں۔ کل یہاں پر نگہت بی بی نے بچوں کے جو جوتے اور کپڑے یہاں پر دکھائے یقیناً ہم سب بہت زیادہ افسردہ ہیں، خون کے آنسو رو رہے ہیں اور جتنا بھی افسوس کیا جائے، وہ بہت کم ہے مگر جناب سپیکر صاحب، کب تک ہم یہ افسوس کرتے رہیں گے اور کب تک ہم یہ مذمتی قرار دادیں پیش کرتے رہیں گے اور کب تک یہ تعزیتیں ہوتی رہیں گی؟ جناب سپیکر، یہ حالات جو ہیں اس ملک میں، خاصکر اس صوبے میں ہمارے لوگ بہت مشکل سے زندگیاں گزارتے ہیں، سب کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے اور اس حوالے سے میں حکومت وقت سے گزارش کرتا ہوں کہ جو لوگ آج حکومت میں بیٹھے ہیں، چاہے وہ مرکز میں ہیں، چاہے وہ صوبے کے اندر حکومت کر رہے ہیں، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کو تحفظ فراہم کرے، ان کی جان و مال کی حفاظت کرے مگر صد افسوس کہ جن لوگوں نے ایک تبدیلی کی خاطر مرکز میں نون لیگ کو حکومت دی اور صوبے کے اندر تحریک انصاف اور ان کے کولیشن پارٹنرز کو حکومت دی اور ہم سب کی خواہش تھی اور ہے کہ نئے چہرے ہیں اور نئے لوگ ہیں، ایک جذبے کے تحت یہ آئے ہیں خدمت کیلئے اور ہم سب یہی سوچ رہے ہیں کہ شاید

ان لوگوں نے جو نعرے الیکشن میں لگائے تھے، وہ ان نعروں کو عملی جامہ پہنا کر دکھائیں گے اور سب سے اولین جو فرض ان کا ہے، وہ اس ملک میں، اس صوبے میں امن و امان کی بحالی ہے۔ میں اکیلے تحریک انصاف کی حکومت کو موردالزام نہیں ٹھہراتا ہوں بلکہ اس میں مرکزی حکومت جو ہے، اس کی اولین فرض ہے کہ وہ اس ملک میں نہ صرف صوبہ خیبر پختونخوا میں بلکہ کراچی کے حالات آپ کے سامنے ہیں، بلوچستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں، پنجاب کے اندر بھی واقعات ہوتے رہتے ہیں مگر یہ صوبہ جو ہے، ہمارے لوگ آگ کے اندر ہیں، حالت جنگ میں ہیں تو اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے ہماری اپیل ہے، جناب نواز شریف سے ہماری اپیل ہے کہ وہ سب سے پہلے۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

<u>جناب سلیم خان</u>: جناب سپیکر صاحب، میں گزارش کر رہا تھا کہ سب سے اولین ذمہ داری جو ہے، وہ فیڈرل گورنمنٹ کی ہے، پرائم منسٹر صاحب سے میری گزارش یہی ہے کہ سب سے پہلے ڈرون حملے جو ہیں ان کو بند کریں۔ (تالیاں) اس ملک کے اوپر بار بار ڈرون حملے ہو رہے ہیں، سب سے پہلے یہ ڈرون حملے بند ہونے چاہیئں۔ اس کے بعد جو اے پی سی میں فیصلے آ چکے ہیں Decisions، ان کو Implement کیا جائے۔ اگر مذاکرات کرنا چاہتے ہیں، واقعی حکومت اگر سنجیدہ ہے مذاکرات میں، اگر اس کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے تو مذاکرات کریں، اگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو پھر جس طرح گزشتہ حکومت نے ایک Decision لیا تھا، میں آصف علی زرداری صاحب اور گیلانی صاحب کو سلام پیش کرتا ہوں (تالیاں) کہ انہوں نے جس طرح ایک Bold decision لے کے سوات کے اندر آپریشن کیا اور ان دہشت گردوں کو ملک سے بھگایا اور وہ دہشت گرد ہمارے ملک کا پرچم اتار چکے تھے، انہوں نے Deadline دی تھی کہ بہت جلد ہم اسلام آباد کے اوپر قبضہ کریں گے مگر ہماری حکومت نے جب Bold step لیا اور ایک کامیاب آپریشن کیا تو اس آپریشن کے نتیجے میں آج ملاکنڈ ڈویژن کے اندر خصوصاً سوات کے اندر اگر آپ دیکھیں تو 100% وہاں پہ امن آ چکا ہے اور ایک ایسا وقت تھا کہ کوئی نہیں سوچتا تھا کہ سوات میں بھی کبھی امن آئے گا۔ جناب سپیکر، حکومت وقت کو ایک Bold decision لینے کی ضرورت ہے، حکومت جو بھی کرنا چاہتی ہے، چاہے مذاکرات کرنا چاہتی ہے، چاہے ان دہشت گردوں کے

خلاف کوئی سخت ایکشن لینا چاہتی ہے تو وہ جلدی لے، اس میں دیر نہ کرے کیونکہ جتنا بھی ہم ان کو ڈھیل دینگے، جتنا بھی ہم ان کو ٹائم دینگے تو یہ مزید طاقتور بنیں گے اور یہ حادثات جو ہیں، یہ بار بار ہوتے رہیں گے۔ تو جناب سپیکر، میں خصوصاً صوبائی حکومت سے اس حوالے سے یہی اپیل کرونگا کہ جو نیٹو سپلائی ہمارے دور میں چھ مہینے تک ہم نے بند رکھی، اگر یہ حالات ہمارے اوپر ہو رہے ہیں تو یہ نیٹو سپلائی بند کی جائے (تالیاں) اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی بنچوں پہ بیٹھے ہوئے میرے دوستوں سے، میرے بھائیوں سے ایک گزارش یہی ہے کہ جو بھی بات اپوزیشن بنچوں سے آتی ہے، کوئی مشورہ آتا ہے، کوئی بات ہوتی ہے تو Kindly تحمل سے سنا کریں، تھوڑا سا Patience اپنے اندر لے آئیں اور تھوڑا سا ہمیں سنا کریں، اس کے بعد جو ہمارے معزز منسٹرز صاحبان ہیں، سب ہمارے بھائی ہیں، ان کی ہم قدر کرتے ہیں اور تحمل سے اگر کوئی جواب دے تو یہاں پہ اسمبلی کا ماحول بہتر ہوگا اور جو بھی ہم Decision لیں گے اس حوالے سے، ہم نے مل کے لینا ہے اور اس صوبے کو بچانا ہے۔ تو میری گزارش یہی ہے خاصکر ہمارے محترم شوکت یوسفزئی صاحب سے کہ ہیلتھ کے اندر جو تبدیلی وہ کرنا چاہتے ہیں بالکل ہم اس کو ویلکم کرتے ہیں، جہاں پہ برن سنٹر کی ضرورت ہے، بالکل بننا چاہیئے تھا، ہماری حکومت میں بالکل یہ ایک پلان ہوا تھا، Implement نہیں ہوا تھا، ہماری حکومت ختم ہوئی، ابھی ان کے ہاتھ میں فیصلہ ہے اور یہ اس کو آگے لے کر جائیں۔ اس طرح پشاور کے اندر Thousand beds کا بے نظیر بھٹو شہید کے نام سے ایک ہسپتال، وہ پی ایس ڈی پی، فیڈرل پی ایس ڈی پی سے Approve بھی ہو چکا ہے، اس کیلئے زمین بھی لی گئی ہے تو مہربانی کر کے اس پراسیس کو آگے لیکر جائیں تاکہ اس طرح کے جب بڑے واقعات ہوتے ہیں تو ہمارے ہسپتال جو ہیں، وہ بھر جاتے ہیں اور وہاں پہ مسئلے ہوتے ہیں تو کم از کم یہ ہسپتال اگر بنے گا تو بہت سارا لوڈ جو پشاور کے دو تین ہسپتالوں کے اوپر ہے، وہ کم از کم ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ یقیناً شوکت صاحب کام کرنا چاہتے ہیں، ایک Educated اور تجربہ کار آدمی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ہیلتھ سیکٹر کے اندر یہ جب تک Peripheries میں ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کو بہتر نہیں بنائیں گے تو Definitely جو لوڈ ہے، وہ پشاور کے اوپر ہے اور پشاور کے اوپر جو لوڈ ہے، وہ بڑھتا جائے گا تو میری یہی گزارش ہوگی کہ آج کل جہاں پہ ڈاکٹروں کی کمی ہے، وہ اس کو پورا کریں اور خاصکر جو ہمارے بھائی کنٹریکٹ پہ Last Government میں اپوائنٹ

ہو چکے تھے تو وہ ایک ڈھائی سو کے قریب ہیں، وہ ڈاکٹرز، وہ بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو مستقل کیا جائے تاکہ وہ ایک دلجوئی کے ساتھ خدمت کریں اور ان Peripheries میں جا کے وہ Already خدمت کر رہے ہیں، تو میری یہی گزارش ہو گی شوکت صاحب سے کہ وہ ڈاکٹرز جو Peripheries میں کام کر رہے ہیں، جو Contract basis پہ ہیں، کوئی زیادہ نہیں ہیں تو مہربانی کرکے اگر ان کو بھی Permanent کیا جائے تو یہ ایک بہتر Decision ان کی طرف سے ہو گا۔ اس کے ساتھ سر، یہ قصہ خوانی کے اندر، قصہ خوانی کے اندر جو دھماکہ ہوا ہے (مداخلت/قطع کلامی) جو دھماکہ قصہ خوانی کے اندر ہوا ہے، وہاں پہ بہت ساری تاجر برادری ہماری ہے، ان کے املاک کو نقصان پہنچا ہے اور وہ بہت زیادہ -----

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری سے باہر چلے گئے)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شاہ فرمان صاحب سے گزارش ہے کہ یہ دیکھیں صحافی برداری شاید پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے؟

<u>جناب سلیم خان</u>: تو سر، میری گزارش یہی ہے کہ جو متاثرہ تاجر ہیں، ان کیلئے کوئی سپیشل سر، میری گزارش یہی ہے شوکت صاحب! شوکت صاحب اگر نوٹ کر لیں، قصہ خوانی کے اندر جو لوگ متاثر ہو چکے ہیں جو کاروباری حضرات، ان کیلئے سپیشل ریلیف پیکج کا اعلان کیا جائے اور Secondly ہماری گورنمنٹ میں خاصکر صوبے کے کاروباری لوگوں کیلئے ایک خاص ریلیف دی گئی تھی، اس ریلیف کو اگر Extend کیا جائے کیونکہ صوبہ حالات جنگ میں ہے، صوبہ میں مکمل طور پر کوئی امن نہیں آیا ہے تو اس ریلیف کو اگر Extend کیا جائے تو یہ میرے خیال میں بہتر ہو گا ان لوگوں کیلئے جو Already اس صوبے کے اندر کاروبار کر رہے ہیں اور متاثر بھی وہی ہو رہے ہیں، ان کا کاروبار ہو رہا ہے تو میری یہی گزارش ہے کہ ان کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔ Thank you so much, janab Speaker, thank you۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: محترمہ مہرتاج روغانی صاحبہ! مہرتاج روغانی صاحبہ۔

<u>محترمہ مہرتاج روغانی {معاون خصوصی (سماجی بہبود)}</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ Thank you very much, Mr. Speaker۔ ما پرون او نن دا دغه ډیر په غور سره واؤریدو نو دیکښې ما وکتل چې Agenda is the same, goal is the same، مونږ ټول یو

خبرې ته تلل غواړو خو I don’t know چې ولې پکښې Fraction راشی، ولې بیل بیل لاړ شو، گنې End results مونږ او دوئ، ستاسو Left side ته او ستاسو Right side ته Effect and result یو غواړی، یو خو مې دا وئیل۔ دویم مې دا خبره کوله چې زمونږ ډاکټران لږ پرون Because I am like their mother، نو ما له ئے لږ دغه وکړو، خفگان ئے ظاهر کړو چې مونږ خو خپل طرف نه ورځ او شپه یو کړل، سترگې مو وپړسیدې، زه دلته لږ غوندې کلیئر کول غواړم پلیز چې دا سرجری چې ده کنه، دا سرجری د عام سرجری نه بیله ده، دا دا نه دے لکه یو Gall bladder آپریشن دے، هغه د لرې کړو، په دیکښې Vascular surgery ده، Vascular surgery دې ته وائی چې دا رگونه نری کټ شی او دوه رگونه چې یو ځائې کوی نو په هغې گهنټې لگی، دا Compound fracture دے، دا Simple fracture نه دے، د یو ډاکټر پرې څلور گهنټې په آپریشن لگی نو دا Cardiac bypass نه گران مسټر سپیکر، دا دغه دے۔ زما خیال دے چې دلته کښې چې چا د ډاکټرانو خبره وکړه، هغوی دا Understand کوله نه چې دا هغه عام آپریشنونه نه دی چې کوم دی، په یو یو مریض څلور او شپږ گهنټې دغه دے نو هغوی وئیل چې گوره په ډاکټرانو کښې به ښه وی او بد هم وی خو Majority are good people، زمونږ په اسمبلئ کښې هم ټول خو فرښتې خو نه یو ناستې، څه به بد هم وی نو Overall په ډاکټر پسې خبره کول، هغوی ډیر زیات خفه دی، که چا وئیل چې Extra time هغه چې دے چرته جونیئر ډاکټر، چا ته چې تنخواه نه ملاېږی May be they have said۔ یو دا بله خبره ما ستاسو په اپوزیشن کښې Contradiction وکتو، یو گروپ اووئیل چې بهئ تاسو د انا مسئله جوړه کړې ده، تاسو خلق چې دے نو مونږ وایو چې بهر ته ئے ولیږئ د هسپتال نه، تاسو ئے نه لیږې And at the same time, another group said، هم د اپوزیشن نه چې بهئ تاسو دا Burn cases ولې لیږئ؟ Really there was contradiction د دوئ په خپلو خبرو کښې، چې یو وائی چې ولې مو لیږلی دی او بل وائی چې تاسو لیږلې وے Burn cases، څنگه شوکت صاحب اووئیل چې دغه دے، دا یونټ نه وو، ما پخپله لیږلی دی، درې Patients وو، هغه نو Unfortunately ما ته دوئ اووئیل چې پکښې یو Patient died there

مطلب سيريس وو، بل تاسو ته چې شوکت صاحب اووئيل شپږ مياشتې پس، هغه درته دا نه وائی، هغه دا وائی چې Burn units شپږ مياشتې پس، نور حالات هغه لګيا دی ټهيک کوی، يو دغه پوائنټ وو. دريم ستاسو په اپوزيشن کښې يو اووئيل چې There is sort of, you know, rush and there is no way هسپتال ته، زما ډاکټران صاحبان وائی چې پليز که تاسو هسپتال ته راځئ هم نو چې کوم وخت کښې دا دهماکه وشی نو خير دے د پښتنو کلچر دے You must come خو لږ په جمګټو کښې مه راځئ، زمونږ د سر د پاسه مه ودرېږئ، لږ لږ راځئ او د ايم ايس په دفتر کښې کښينئ Because څومره کيسز د Infection نه لګيا دی خرابيږی، ولې Infection نه چې مونږ خو Mask نه وی تړلې، مونږ Caps نه وی اچولې نيغ ورننوځو مريضانو له، نو پليز زما تاسو ته، خپل ګروپ ته مې هم خواست دے، اپوزيشن ته مې خواست دے چې بالکل ځئ تپوسونو له خو You go and sit in the MS office respectably، چائې به هم درکوی، هر څه به درکوی خو ټول د مريضانو کټونو له مه ځئ. نمبر ټو زمونږ د پښتنو کلچر دے چې Please when you go, you take something with you، اوس د اسلام آباد نه راغلل وهيل چيئرز ئے راوړل، سټيچرې ئے راوړلې، د پيئانو ټيمان، کاټنونه ئے راوړل، Sorry, what you call it? هر څه ئے راوړل، نو زمونږ د پښتنو کلچر دے د دې ځائې نه ما ته د اووائی چې کوم يو کس تلے دے سول، څه ئے وړی دی؟ د ګلونو ګلدسته ئے هم نه ده وړې نو هسې هلته کښې رش جوړول، هلته د ډاکټرانو په سر ودريدل This is terribly bad, honestly، هغه بله ورځ يو صحافی اووئيل چې زه ډاکټرانو ته سلام کوم، په دې سلام کوم چې قسم په خدائے دومره It was so hot and the doctor was really because دومره خولو کښې چک چور وو، څلور ګهنټې آپريشن کښې چې قميص کښې ئے دغه نه وه، نو لږ هغوی Appreciate کړئ، هغوی کار کړے دے. ما بهر کار کړے دے، تاسو به ډير بهر ملکونو ته تلی يئ I know که دوه سوه قسم په خدائے په هغوی ايمرجنسی راغلې Even they wouldn't be able to handle it. Because the reason is, as I told you one surgery, one operation takes two to three hours نو Please overall دغه مه پاس کوئ او هسپتالونو

کبنې رش مه جوړوئ، مریضانو له په سر مه ودرېږئ او لږ یو طرف ته یئ۔

Thank you very much۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز کا وقفہ ہے، وقفہ برائے نماز۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا عصمت اللہ صاحب۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار حسین بابک صاحب، پلیز۔ یو منټ جی یو منټ۔ سردار حسین بابک صاحب، پلیز۔

(صحافی حضرات پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

جناب سردار حسین: شکریه، سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، دا زمونږ د پریس ګیلرئ ټولو صحافیانو ورونړو اوس احتجاج کړے وو او هغوی احتجاجاً واک آؤټ هم کړے وو او نن سحر ما په Express Tribune کبنې او 'ایکسپریس' اخبار کبنې او بیا په 'ایکسپریس' چینل باندې هم ما بیګاه کتلی وو چې وزیر اعلیٰ صاحب د میډیا باره کبنې چې کوم الفاظ استعمال کړی وو چې دا دهشت ګردی چې ده، دا د میډیا په وجه باندې ده، خدائے شته زه پخپله هم ډیر زیات په دې خبره باندې حیران شوم او په دې خبره باندې ډیر زیات خفه هم شوم، ما ته دا خبره ډیره زیاته افسوسناکه په دې حواله هم ولګیده چې میډیا خو هغه خلق دے چې زما یقین دا دے چې سیاست او د صحافت تعلق چې دے دا لازم او ملزوم دے، یعنی د سیاست ګزاره بغیر د صحافت نه کیږی او د صحافت ګزاره بغیر د سیاست نه کیږی او زه خو به د یو سیاسی کارکن په حیث باندې دا خبره وکړم چې مونږ سیاسی کارکنان خو چې ډیره ایزدکړه کوؤ، دا د دې صحافت نه کوؤ او بیا په دې وطن کبنې یا په ټوله دنیا کبنې چې څومره سینیئر جرنلستان دی، تجزیه

کاران دی، مونږ دا ایزدکړه د هغوی نه کوؤ۔ زه په دې خبره باندې ډیر زیات افسوس کوم او بیا دا کومو ورونړو چې زمونږ واک آؤټ کړے وو، بیا منسټر هم راغے او هغوی له ئے یقین دهانی ورکړه، زما خو به دا خواست وی چې نه ده پکار، د میډیا نه خو به د اپوزیشن هم ګیلې وی، میډیا والا نه به د حکومت هم ګیلې وی او زما یقین دا دے چې میډیا هغه شعبه ده، صحافت هغه شعبه ده چې د دوئ نه د هر چا ګیلې وی، دوئ خپل کار کوی، زه دا ګنړم چې میډیا چې ده، دا د دې وطن آئینه ده ځکه چې په دې وطن کښې څه کیږی هغه میډیا کښې Reflect کیږی، دوئ زمونږ د مسائلو نشاندهی کوی، بیا دوئ تر ډیره حده پورې د هغه مسائلو ادراک کوی او زه به دا اووایم چې په دهشت ګردئ کښې خو یو طبقه فکر هم بچ نه ده پاتې، لکه تاسو نن د دوئ پریس کلب ته لاړئ نو هلته چې په کوم انداز کښې د دوئ پروټیکشن دے، تاسو ته معلومه هم ده چې په تیرو وختونو کښې په پریس کلب باندې هم حملې شوې دی، ډیر صحافیان هم شهیدان شوی دی نو زه دا ګنړم چې د صوبې د دومره ذمه واره انسان، د چیف ایګزیکټیو د خلې نه دا الفاظ چې دی، د دې د پاره مونږ د اپوزیشن د طرف نه د هغې مذمت هم کوؤ، په هغې باندې افسوس هم کوؤ او د حکومت نه دا غوښتنه کوؤ چې د هغې الفاظو پکار دا ده چې Excuse د وکړی، Apology د وکړی، معافی د وغواړی۔ بهرحال که میډیا سره د حکومت څه مسائل وی، دلته انفارمیشن منسټر هم پکار دا ده، زما یقین دے اوس به راشی چې دوئ سره کښینی چې هغه مسئلې، خو د دې دومره اعلیٰ شعبې متعلق دا الفاظ چې دی دا ښه نه دی، دا قابل افسوس دی، دا حیران کن دی او مونږ غواړو دا چې حکومت په هغې باندې معذرت وکړی، د هغې بخښنه وغواړی او مونږ شکریه هم ادا کوؤ د میډیا والا چې هغوی خپل واک آؤټ ختم کړو او بیا راغلل او د پریس یا د اسمبلئ د کارروائی ریکارډنګ هغوی شروع کړو۔ مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عصمت اللہ خان صاحب۔

جناب محمد عصمت اللہ: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ جس مسئلے کیلئے اور جو اسمبلی کا اجلاس خصوصی طور پر بلایا گیا ہے، وہ ہے کوہاٹی گیٹ گرجاگھر پر خود کش دھماکوں کے حوالے

سے بحث اور جناب سپیکر، اس کے ساتھ ساتھ اسمبلی اجلاس کی ریکوزیشن اپوزیشن کی طرف سے کرنے کے بعد دو انتہائی افسوسناک اور دلخراش واقعات اور رونما ہوئے۔ جناب والا، ہم سر دست اس پورے ہاؤس کی طرف سے اس بات کی مذمت کرتے ہیں، پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن جناب والا، ساتھ ساتھ ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ہو کیوں رہا ہے؟ ایک مرض ہے اور ایک مرض کا علاج، مرض کے بھی بہت سارے اسباب ہو سکتے ہیں اور مرض کے بھی بہت سارے شعبے ہیں اور اس کا علاج بھی جناب والا، تو جناب والا، بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے: "وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَـٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ " ، یہ یہود و ہنود آپ امت مسلمہ سے راضی نہیں ہونگے جب تک آپ ان کی تہذیب کی، ان کی ثقافت کی پیروی نہیں کرینگے اور جناب والا، جناب رسول ﷺ کا ارشاد ہے، وہ فرماتے ہیں "لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْراً بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعاً بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلَ أَحَدُهُمْ فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوها"، آپ پیروی کرینگے پچھلے گزرے ہوئے لوگوں کی ہاتھ بہ ہاتھ، بالش بہ بالش اور یہاں تک اگر انہوں نے گوہ کے سوراخ میں گھسنے کی کوشش کی ہے تو آپ بھی اس تشنیع عمل کا ارتکاب کرینگے، آپ بھی گوہ کے سوراخ میں گھسنے کی کوشش کرینگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ " الْيهُودَ وَ النَّصَارَى" یہ گزری ہوئی قوموں سے مراد آپ کا یہود و ہنود ہے؟ تو جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "فَمَنْ" اور کون ہو سکتا ہے؟ تو جناب والا، دوسری طرف ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں جناب سپیکر، یہ ملک جس مقصد کیلئے بنا ہے، وہ سب پر عیاں ہے۔ جناب والا، اس ہاؤس کے ممبر بنتے ہوئے اس کے بعد آپ نے بحیثیت ڈپٹی سپیکر اور اس ہاؤس کے وزراء نے بحیثیت وزراء ہم جو حلف اٹھاتے ہیں، اس حلف میں اس ملک کے اساسی نظریے کا ذکر ہے جناب سپیکر، اور وہ یہ ہے "اور یہ کہ میں اسلامی نظریے کیلئے کوشاں رہونگا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔" تو جناب والا، پھر ہمارا آئین آرٹیکل نمبر 2 بتاتا ہے، اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا اور اس سے آگے 2A "قرارداد مقاصد"، وہ اس آئین کا حصہ ہے، وہ کہتا ہے، وہ بحسبہ نافذ ہوگا۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

<u>ایک رکن:</u> مسیحی، مسیحی۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: اور بحسبہ نافذ ہوگا اور جناب سپیکر، ایک قرار داد میں بڑے ادب سے اس ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے، وہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے، اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے اور پاکستان کی جمہور کو جو اختیار اور اقتدار ملا ہے، وہ اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرینگے" تو جناب والا، اس ملک کا، اس ملک کے امن و امان کا سب سے بڑا مسئلہ یہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک طرف یہ ملک ایک نظریے پر بنا ہوا ہے اور دوسری طرف یہود و ہنود اس ملک کے باسیوں کو اپنے اختیار سے، عوام کے اختیار سے اس ملک کے اس اساسی نظریے پر عمل کرنے کیلئے چھوڑتے نہیں، یہ سب سے بنیادی بات ہے جناب سپیکر! امن و امان کیلئے۔ جناب والا، میں آپ کو یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے بتائیں، ہم کیا کرینگے؟ کوہاٹی گیٹ کا یہ دلخراش واقعہ رونما ہوا، طالبان کہتے ہیں ہم نے نہیں کیا، پھر سرکاری ملازمین کی بس کا حادثہ ہوتا ہے افسوسناک، طالبان کہتے ہیں ہم نے نہیں کیا، قصہ خوانی بازار کا واقعہ رونما ہوتا ہے، طالبان کہتے ہیں ہم نے نہیں کیا اور جب جرنیل کا واقعہ آتا ہے، طالبان ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور جب یہ واقعات پیش آتے ہیں، طالبان انکار کرتے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا، ان کو انکار کرنے میں کیا دشواری ہے؟ لیکن جناب والا، میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں، یہ اس طرح نہیں ہے جناب والا، یہ مسئلہ بہت آگے نکل چکا ہے، یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے، یہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ پوری قوم کو سیاسی اختلافات بالائے طاق رکھ کر سر جوڑ کر بیٹھنے کا وقت ہے ورنہ یہ پانی سر سے گزر جائے گا جناب والا۔ جناب والا، میں آپ کو بتاتا ہوں، اسلامی نقطہ نظر سے بتاتا ہوں، یہ کوہاٹی گیٹ گرجا گھر پر خودکش حملے کے حوالے سے بتاتا ہوں، ہمیں اسلام اور پیغمبر اسلام کیا ہدایت دیتے ہیں، غیر مسلموں کے بارے میں کیا ہدایت دیتے ہیں؟ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "دمائهم کدمائنا واموالهم کاموالنا"، ان کا خون ہمارے خون جیسا ہے۔ یہ غیر مسلموں کا خون، جو ہماری حکومت میں رہ رہے ہیں، مسلمانوں کی حکومت میں رہ رہے ہیں، ان کا خون ہمارے خون جیسا ہے اور ان کا مال ہمارے مال جیسا ہے، یہ پیغمبر اسلام کے الفاظ ہیں جناب سپیکر اور پھر فرماتے ہیں، ان کیلئے شخصی آزادی، ان کیلئے اپنی مذہبی آزادی، وہ کیا ہے؟ "الخمر لهم کاالخل لنا والخنزیر لهم کاالشاة لنا"، پھر فرماتے ہیں، ان کیلئے شخصی آزادی بھی اتنی ہے، ان کیلئے شراب، اگر ان کے مذہبی عقیدے کے مطابق اجازت ہے تو ایسا ہے جیسا کہ ہمارے لئے

سر کہ ہے،ان کیلئے خنزیر کا گوشت ایسا ہے جیسا کہ ہمارے لئے بکری کا گوشت آزاد ہے لیکن ہم کب اسلامی اصولوں پر عمل کر رہے ہیں جناب والا؟ ہم نے تو یہ سمجھا ہے، میں آپ کو صاف بتادوں جناب سپیکر، ہم نے تو یہ سمجھا ہے کہ اسلام نماز تک محدود ہے،اسلام روزے تک محدود ہے،اسلام زکواۃ تک محدود ہے،اسلام حج تک محدود ہے،اسلام نکاح تک محدود ہے،اسلام طلاق تک محدود ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے جناب والا، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ احکامات جو میں نے آپ کو بتائے، یہ احکامات تو مکی سورتوں میں زیادہ پیش آتے ہیں اور مدنی سورتوں میں اس وقت جب جناب رسول اللہ ﷺ پیغمبر تھے اللہ کے، تو اسی طرح مسلمانوں کے خلیفہ بھی تھے،اس نے دس سال خلافت میں گزارے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجتماع جس میں انصار ومہاجرین سب اکٹھے ہیں، وہ بھی اسی خلافت کیلئے ہے۔ نماز کیلئے خلافت کی ضرورت نہیں ہے، وہ انفرادی عمل ہے۔ زکواۃ دینے کیلئے خلافت کی ضرورت نہیں ہے، وہ بھی انفرادی عمل ہے۔ حج کیلئے بھی خلافت کی ضرورت نہیں ہے، وہ بھی انفرادی عمل ہے۔ روزے کیلئے بھی خلافت کی ضرورت نہیں ہے، وہ بھی انفرادی عمل ہے، تو کیا اسلام ہمیں صرف انفرادی عمل تک محدود رکھتا ہے؟ تو پھر تو یہ مکمل ضابطہ حیات نہیں ہوا۔ تو پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے دس سال حکومت کیوں کی، زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں کیوں لی اور پھر سب سے پہلے ابو بکر صدیقؓ کیوں خلیفہ بنے، پھر عمرؓ کیوں خلیفہ بنے، پھر عثمانؓ اور علیؓ کیوں خلیفہ بنے؟ جناب والا، میں آتا ہوں اس مقصد کی طرف، یہ تمام برائیاں، یہ تمام برائیاں، یہ غیر ملکی سازشوں کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ کیا جناب سپیکر، آپ کے ملک میں بلیک واٹر موجود نہیں ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے، اس قوم کو معلوم نہیں ہے کہ ان کا کیا مشن ہے اور وہ کہاں کہاں پہ ہیں، کہاں کہاں تک پہنچ چکے ہیں؟ کیا ان سب لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں ایک ملک کا سفارتخانہ 18 سو کنال پر مشتمل ہے اور اس میں کتنے لوگ موجود ہیں؟ کیا سفارت کیلئے اتنے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے؟ لیکن جناب والا، یہ زور آور اور کمزور کی بات ہے، یہ زور آور اور کمزور کی بات ہے جناب والا، اسلام جتنا امن کا طلبگار ہے، دنیا کا کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ جناب والا، حضرت ابراہیمؑ اللہ سے مانگتا ہے "رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ" جب خانہ کعبہ کو تعمیر کرنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ یہی الفاظ سے اللہ سے مانگتا ہے، اے اللہ! اس شہر کو

امن کا گہوارہ بنا، اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا اور معیشت کا سوال بعد میں کرتا ہے، اے اللہ! اس شہر کے لوگوں کو بھرمار انداز میں میوہ جات سے بھی نوازے، معیشت سے بھی نوازے لیکن جناب والا، ہمارے اس ملک کا امن تباہ ہونے کی سب سے بنیادی وجہ اس ملک کے اساسی نظریے سے دور ہونا ہے، اساسی نظریے سے دور ہونا ہے اور اساسی نظریے کو چھوڑنا ہے اور میں نے آپ کو ابتداء میں بتایا کہ یہود و ہنود کی سازش جاری و ساری ہے، وہ ہمیں کبھی بھی پرامن طریقے پر اپنے ملک میں اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرنے کیلئے نہیں چھوڑیں گے، یہ ان کا مشن ہے، اس سے کون ناواقف ہے؟ اور پھر معروضی طور پر یہ طالبان کا مسئلہ جو سامنے آیا ہے جناب سپیکر، اس بارے میں بھی میں آپ کا تھوڑا سا وقت لینا چاہونگا۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> کوشش کریں جی، مختصر کریں، بڑا وقت لیا۔ میرے پاس تقریباً بیس سے زیادہ لوگوں کی لسٹ ہے جی۔

<u>جناب محمد عصمت اللہ:</u> ٹھیک ہے جی، ٹھیک ہے جی لیکن اس پر بھی اگر ہم منصفانہ نظر ڈالیں، غیر جانبدارانہ نظر ڈالیں، دونوں زاویوں سے ان کو دیکھ لیں تو یہ بھی سب پر عیاں ہے، یہ تو امریکہ اور افغانستان کی جنگ تھی اور ہمارے اس ملک کے مقتدر طبقات نے جن کے ہاتھ میں اس ملک کی زمام اقتدار تھی، انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ کے ساتھی ہیں، صف اول کے ساتھی ہیں، فرنٹ لائن کے ساتھی ہیں تو پھر جن لوگوں کی ہمدردیاں طالبان کے ساتھ تھیں، انہوں نے کہا کہ اگر آپ امریکہ کے ساتھی ہیں، وہ ہمارے ملک پر غاصب ہے، قبضہ کرنا چاہتا ہے تو ہم طالبان کے ساتھی ہیں، یہاں سے جنگ اس ملک میں آگیا جناب سپیکر، پھر ہم نے کیا کیا جناب سپیکر؟ وہ اس کے رد عمل میں پیدا ہوا۔ تو جناب والا، یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ بال دیوار پر پھینکیں اور وہ واپس نہ آئے، ایسا نہیں ہو سکتا، جب آپ بال دیوار پر پھینکیں گے تو وہ واپس آکر آپ کے سر پر پڑے گا جی، سر پر مار دیا جائے گا۔ تو جب تک ہم امریکی اتحاد سے نہ نکلیں، جب تک ہم امریکی پالیسیوں کا دفاع اور امریکی پالیسیوں کی پاسداری نہ چھوڑیں تو یہ رد عمل ختم نہیں ہو سکتا جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، یہ رد عمل ہے اور دوسری بات جناب سپیکر، آئین پر عملداری نہ ہونا بھی ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ جناب والا، ایک طرف ہم اس بات پر تو زور لگاتے ہیں کہ بلدیاتی الیکشنز آئین کا تقاضہ ہیں، ہماری حکومتیں بھی اس طرف دوڑ لگاتی ہیں، ایک دوسرے سے پیش قدمی اور پہل کرنا چاہتی ہیں، ہماری عدلیہ بھی اس پر

زور لگاتی ہے لیکن اسی آئین کا تقاضہ ہے، اسی آئین میں ایک ادارہ ہے جس کو اسلامی نظریاتی کونسل کہتے ہیں اور اس اسلامی نظریاتی کونسل کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ سفارشات مرتب کرے گی، کس چیز کی؟ کہ آئین کی یہ شق غیر اسلامی ہے، اس کی جگہ یہ شق اسلامی ہے، وہ سفارشات مرتب کر کے پارلیمنٹ کو اور چاروں صوبوں کو بھیجے گی اور وہ بھیج چکی ہے، پارلیمنٹ کی ملکیت بن چکی ہیں، ہماری اس اسمبلی کی ملکیت بن چکی ہیں۔ اگر میں پوچھتا ہوں کہ اس کے مطابق، آئین کے مطابق قانون سازی کیوں نہیں کی جارہی ہے اور یہ میں آپ کو اس ہاؤس کے فلور پر بتانا چاہتا ہوں، اگر اس پر عملدر آمد شروع ہوا تو میں آپ کو پورے وثوق سے کہتا ہوں جناب سپیکر کہ اس ملک میں امن بھی آئے گا، معیشت بھی مضبوط ہو گی، اللہ بھی راضی ہو گا، رسول ﷺ بھی راضی ہو گا اور اس ملک کا جو بنیادی اساسی نظریہ ہے جس کیلئے یہ ملک معرض وجود میں آیا ہے، تو سب کچھ ملے گا۔ ہاں اگر ہم نے اللہ کے قانون کو، رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کو جو حکومتی سطح پر ہیں، اجتماعی اعمال میں ہیں، ان کو یکسر نظر انداز کر کے اگر یہود اور ہنود کے طریقوں کو ہم نے اپنایا تو پھر نہ امن آسکتا ہے اور نہ ہماری معیشت مضبوط ہو سکتی ہے اور صرف اور صرف ان لوگوں کی غلامی میں روز بروز ہم آگے بڑھتے جائیں گے، اپنے آقا کو خوش کرنے میں ہم دو قدم آگے لے سکیں گے لیکن اس ملک کے اساسی نظریے کیلئے ہم کچھ نہیں کر سکیں گے اور بالآخر یہ ملک مزید فتنوں سے دوچار ہو گا۔ خدارا اگر اس ملک کو بچانا ہے، اس ملک کے قیام کیلئے جن لوگوں نے قربانیاں دی ہیں، ہماری ماؤں اور بہنوں نے قربانیاں دی ہیں، آج تک بہت ساری مائیں اور بہنیں سکھوں کی گود میں ہیں، اس ملک کو بنانے کی خاطر وہ آج سکھ جنم دے رہی ہیں، خدا کیلئے ان لوگوں کی قربانیوں کے ساتھ غداری مت کرو اور آئین کی اس شق پر بھی عمل کرو۔ جس طرح بلدیاتی الیکشن کو آپ نے اور عدلیہ نے سب نے Focus کیا ہے کہ یہ آئین کا تقاضہ ہے، لہذا یہ بھی آئین کا تقاضہ ہے، اس تقاضے کو بھی پورا کرو اور پھر دیکھو کہ اس ملک میں امن آسکتا ہے یا نہیں آسکتا ہے؟ و آخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جناب مشتاق احمد غنی صاحب، پلیز۔

<u>جناب مشتاق احمد غنی:</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ Thank you very much, Mr. Speaker۔ جس بات پر بحث ہو رہی ہے کل سے، یہ انتہائی دلخراش واقعات ہوئے، پشاور شہر میں جو کلیسا

سے شروع ہوئے اور بس پر حملے کے بعد قصہ خوانی بازار میں جاکر وہاں بھی خون کی ہولی کھیلی گئی جس کی ہم سب اور یہ پورا ایوان اور یہ حکومت پر زور مذمت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر، قابل غور بات یہ ہے، کل ہمارے بھائیوں نے اس پر بڑی تفصیل سے باتیں کیں اور یہ ایک ایسی تصویر، ایک ایسی Picture paint کرنے کی کوشش کی گئی یہاں پر کہ جیسے یہ سب موجودہ حکومت کا قصور ہے، تحریک انصاف کا قصور ہے، تحریک انصاف کی قیادت کا قصور ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وقت ایک ایسی مشکل گھڑی تھی اس صوبے کے اوپر جبکہ ہمارے صوبے کے لوگ لاشیں اٹھا رہے تھے اور بجائے اس کے کہ یہاں پر ہم اتحاد کا، Unity کا مظاہرہ کرتے اور اس ایوان سے ایک ایسا میسج پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کو بھیجتے کہ تم جو مرضی ہے کرلو، ہم سب خواہ اپوزیشن میں ہیں یا حکومت میں ہیں We all are united لیکن Unfortunately یہاں جو کل ہوا اور پوری دنیا نے دیکھا، یہ انتہائی افسوسناک تھا کہ جس مقصد کیلئے یہ اجلاس بلایا گیا تھا، ہم نے وہ مقصد چھوڑ دیا اور ایک دوسرے پر ہم نے حملے کرنے شروع کر دیئے۔ ابھی میرے بزرگ مولانا صاحب نے بہت خوبصورت بات کی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہمارا مؤقف تھا، آج جے یو آئی کے ایک آنریبل ممبر نے بھی اس مؤقف کی تصدیق کر دی، ہم یہ سمجھتے ہیں، یہ اس کی ٹائمنگ دیکھیں جناب سپیکر، ایک ایسے وقت میں یہ دھماکے کئے جا رہے ہیں جب پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر بیٹھ گئیں، یہاں جتنے میرے یہ دوست بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب کی جماعتوں کے قائدین نے اس پر دستخط کئے کہ یہ Peace process شروع کیا جائے اور کیوں نہیں کر سکتے؟ اگر امریکہ افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کر سکتا ہے تو ہم پاکستانی پاکستان میں طالبان سے مذاکرات کیوں نہیں کر سکتے؟ (تالیاں) آٹھ دس سال کی اس طویل جنگ میں سوائے ہمیں لاشوں کے تحفوں کے کیا دیا گیا، کونسی جنگ کو ہم ختم کر سکے، کونسا راستہ ہمارے پاس باقی رہ گیا تھا؟ دو ہی راستے ہوتے ہیں جناب، ایک تو وہی راستہ ہے جس پر چل رہے ہیں، ہم ان کے ساتھ لڑتے ہیں، وہ ہمیں مارتے ہیں اور ہماری فوج انہیں مارتی رہتی ہے، یا دوسرا راستہ جو پوری قوم کے منتخب نمائندوں نے، تمام سیاسی جماعتوں نے اور ہمارے لیڈر عمران خان تو شروع دن سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ہم نے اس ایشو کو Resolve کرنا ہے تو یہ کوشش کرنے میں حرج کیا ہے، کس بات کا حرج ہے کہ ہم ان کے ساتھ ایک ٹیبل پر کیوں نہیں بیٹھ سکتے؟

اور اس کیلئے یہ ساری پارٹیوں نے اجتماعی فیصلہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان مذاکرات میں ہم کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم اس صوبے میں نہیں بلکہ اس پورے خطے میں، پورے پاکستان میں ہم امن قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن جناب والا، میں ٹائمنگ کی بات کر رہا تھا کہ یہ دھماکے ایسے وقت میں کئے گئے، مولانا صاحب نے بہت صحیح کہا کہ جو دھماکہ طالبان کرتے ہیں، اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں، ہماری سیاسی قیادتیں اتنی نااہل نہیں ہیں یا حکومتیں اتنی نااہل نہیں ہیں کہ انہوں نے ویسے ہی ٹیبل پر بیٹھ کر دستخط کر دیئے، انہیں طالبان کی طرف سے مثبت اشارے ضرور ملے ہونگے، اس کانفرنس کے انعقاد سے پہلے، تب بیٹھ کے ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کے ساتھ مذاکرات کے ٹیبل پر بیٹھتے ہیں اور وہ قوتیں جو خود تو مذاکرات کرتی ہیں لیکن ہمیں مذاکرات سے روکا جاتا ہے، یہ دھماکے ایسے وقت میں کرنا جب پاکستان کا وزیر اعظم United Nations میں خطاب کرنے کیلئے جاتا ہے اور اسی اے پی سی کا مینڈیٹ لیکر جاتا ہے، انہی ڈرون حملوں کے خلاف بات کرنے کیلئے جاتا ہے اور یہاں سے یہ میسج دیا جا رہا ہے، یہ تین دھماکے کر کے کہ نہیں جی، ڈرون اٹیک ٹھیک ہو رہے ہیں، جو پالیسی وہاں سے آ رہی ہے، وہ ٹھیک ہو رہی ہے، ہماری اے پی سی، ہماری لیڈر شپ، ہمارے لوگ غلط بات کر رہے ہیں تو یہ جناب والا، روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ دھماکے جنہوں نے بھی کروائے، وہ نہ پاکستان کے مخلص ہیں، نہ اسلام کے مخلص ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کو Destabilize کرنا چاہتے ہیں اور جن کو ہماری نیوکلیئر پاور ہونے سے تکلیف ہے جو یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ساتھ یہ میزائل ٹیکنالوجی رہے، جو ہمارے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں جناب والا! لیکن ان کی یہ غلط فہمی ہے، یہ قوم جس دن اکٹھی ہو کے کھڑی ہو گئی، کیا مجال ہے؟ میں اکثر یہ بات کرتا ہوں کہ امریکہ کو جرات نہیں ہوتی کہ ایران کے خلاف کوئی بات کرے، امریکہ کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ ساؤتھ کوریا کے خلاف کوئی بات کرے حالانکہ They are not yet recognized nuclear power لیکن ہم جو نیوکلیئر پاور ہیں، میزائل ٹیکنالوجی ہے اور وہ ہمارے اوپر ڈرون حملے کرتے ہیں، وہ ہمیں ہر جگہ پر للکارتا ہے، ہمیں ہر فورم پر ذلیل کرتا ہے صرف اسلئے کہ ہم سب کچھ ہیں، صوبوں میں بٹے ہوئے ہیں، مذہبوں میں بٹے ہوئے ہیں، فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن ہم ایک نیشن نہیں بن سکے آج تک، جس دن ہم ایک نیشن بن گئے، امریکہ کا باپ بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (تالیاں) میں

جناب سپیکر، یہ گزارش کرونگااس معزز ایوان کے تمام اراکین سے کہ وقت آنے پر ہم True point scoring کرتے ہیں، وقت آنے پر ہم نے ایک دوسرے کے خلاف تقریریں بھی کی ہیں الیکشن میں، لیکن یہ وقت اب اور قسم کا تقاضا کر رہا ہے ہم سب سے کہ ہم سب بیٹھ کے، حکومت اور اپوزیشن، اکٹھے یہ مشاورت کریں کہ اس صورتحال سے ہم اپنے اس صوبے کو کیسے نکال سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ راستہ وہی راستہ ہے جو امن کی طرف جاتا ہے، جس کی طرف اے پی سی میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم مرکزی حکومت سے یہاں مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اس Peace process کو شروع کرے، صوبہ ان کو Facilitate کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہے تاکہ ہمارے بے گناہ لوگوں کی جانیں بچ سکیں۔ Thank you very much, janab Speaker۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فضل الہیٰ صاحب۔

جناب فضل الہیٰ: شکریه جناب سپیکر صاحب، ډیر مشکور یو چې تاسو مونږ ته نن ټائم را کړو۔ کله چې په چرچ کښې دهماکه شوې وه جی، د هغې نه دوه ورځې مخکښې زما په حلقه PK-06 پشاور کښې اچینی بالا یو کلے دے، په جمات کښې دهماکه وشوه، په هغې کښې پینځه کسان شهیدان شو او یویشت زخمیان شو۔ زه د میډیا د ورونړو ډیر مشکور یم چې د دوئ نه بغیر زما حلقې ته څوک رانغلل او نه چا تپوس وکړو او نه په دې دویمه ورځ په بحث کښې هغه شهیدان او هغه زخمیان-----

اراکین: شیم، شیم۔

جناب فضل الہیٰ: نه مولانا صاحب! تا هم اخبار کتلے وو، د شیم پکښې ضرورت ځکه نشته، بخښنه غواړم چې اخبار هم زما دې ملګرو کتلے وو، هم د اپوزیشن ملګرو کتلے وو، هیڅا ذکر ونکړو نو زه دا وایم چې آیا دا په جمات کښې چې څوک په دهماکو کښې شهیدان شی ولې هغه شهیدان نه دی، که نه هغه پی ایف چه کښې وسیږی او هغه د ټرائبل په باؤنډرئ باندې دی، هغه ځکه تاسو نشئ یادولے ؟۔ زه جی اپیل کوم، درخواست کوم چې مهربانی وکړئ دا کوم زما ورونړه چې شهیدان شوی دی او زخمیان شوی دی، د دوئ د پاره د هم د هغه پیسو اعلان وشی چې کوم د شهداء دے او کوم د زخمیانو دے۔ دویمه خبره دا ده

جی چې څنګه مولانا عصمت الله صاحب اووئیل (تالیاں) چې څنګه مولانا صاحب اووئیل، زما مشر مشتاق غنی صاحب خبره وکړه چې ټولو د هماکو کښې طالبانو ذمه داری قبوله نکړه نو آیا دا کار چا وکړو؟ زه دا وایم چې صرف او صرف دا کار هغه سړے کولے شی چې کوم د اسلام دشمن دے، کوم د پښتون دشمن دے او کوم د پاکستان دشمن دے نو زما په خیال سره چې زه خپل دې ورونړو ته په دې هاؤس کښې زه جولئ ونیسم او زه منت وکړم چې ټول، چې څنګه زه دا خبره په جار کوم او په ایمانداری کوم چې زمونږ د ملک دشمن هغه د ټولو نه پهلا امریکه ده او دویم هندوستان دے او انډیا ده۔ (تالیاں) نو دیکښې هډو د ویرې خبره نشته۔۔۔۔

ایک رکن: اسرائیل هم دے۔

جناب فضل الہیٰ: اسرائیل هم دے، هغه ټول یو ګروپ دے، ټول دې ته جوړ شوی دی چې دا پاکستان د لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ په نعره باندې جوړ شوے دے او دا ختمول غواړی، دا ایټمی قوت دے، دا ختمول غواړی۔ نو زه دا خواست کوم ټولو ورونړو ته چې څوک په دې هاؤس کښې موجود دی چې مهربانی وکړئ په دې ایجنډا باندې یو شئ او جناب سپیکر صاحب، ما یو قرارداد جمع کړے دے یو میاشت مخکښې نو زه دا غواړم چې تاسو سبا له هغه قرارداد مخې ته راؤړئ ځکه چې زمونږ د صوبې نه د سیکورټی په لحاظ سره وائی چې د سترو ځائې شهبازګړه ده نو شهبازګړه ترینه جوړه شوې ده۔ (مداخلت) ما ته پته ده ستا حلقه ده خو خبره داسې ده جی چې دغه قرارداد راشی، په هغې کښې چې کوم غیر ملکی کسان دی، هغه ته د ورک پرمټ ایشو شی او هغه چې کوم دے د یو ضلعې نه بلې ضلعې ته ځئ، باقاعده د هغه اجازت اخلی، بغیر د اجازت نه د یوې ضلعې نه بلې ته هم نه ځی، دا ما قرارداد پیش کړے دے۔ زه سپیکر صاحب، تاسو ته دا درخواست کوم چې مهربانی وکړئ، تاسو دا قرارداد سبا له پیش کړئ په دیکښې چې په دې باندې قانون سازی وکړو او ټول کارونه پریږدو، د ټولو نه زمونږ هر یو بچے، هر یو مشر، هر یو کشر، هر یو نارینه او زنانه صرف یو آواز کوی او دا خبره کوی چې مونږ ته صرف امن پکار دے، مونږ ته صرف امن

پکار دے ، مونږ ته هيڅ نه دی پکار ، هغوی وائی مونږ ته روټۍ هم نه ده پکار ، مونږ ته اوبه هم نه دی پکار خو مونږ ته امن پکار دے نو د دې د پاره چې لږه مهربانی وکړئ څنګه چې سيکورټی ايجنسيانې دی، تاسو وګورئ که يو ځائې کښې ناکه لګيدلې ده نو زمونږه ورونړه چې کله چيکنګ کوی نو د مسافر جيب ګوری خو والله که ئے ګاډے ګوری، نه ئے ډاله وچتوی چې يره ديکښې بم دے او که ديکښې بارود دی (تالیاں) نو مهربانی وکړئ جی د دې د پاره زر تر زره قانون سازی جوړه کړئ او زر تر زره يو دغه قرارداد چې مونږ جمع کړے دے ، په دې باندې عمل وکړئ۔ ډيره مننه، شکريه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد علی صاحب،جناب محمد علی خان صاحب۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں میڈیا کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد علی خان صاحب بات کرلیں پھر آپ کو میں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: میڈیا والے ناراض ہورہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈیا والے تو ہمارے بھائی ہیں اور جو ہے، ٹھیک ہے محمد علی خان صاحب بات کریں، پھر آپ کو موقع دیتے ہیں جی۔

جناب محمد علی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکريه، جناب سپيکر صاحب۔ زه اول د اپوزيشن د ورونړو ډيره زياته شکريه ادا کوم چې دوئ په دې اهم او په دې لويه واقعه باندې ريکوزيشن جمع کړو او د دوئ په خواهش باندې د اسمبلئ اجلاس نن دويمه ورځ ده چې طلب شوے دے او په هغې باندې بحث روان دے۔ يقيناً د دې واقعې چې څومره مذمت وشی دا کم دے ځکه چې د بې ګناه خلقو وينې توئې شوې دی او په دې موقع باندې پکار هم دا وه چې په دې اهم او په دې فوری نوعيت مسئلې باندې د اسمبلئ دا اجلاس راغوښتلے شوے وے او د دې اسمبلئ اجلاس دومره اهميت وو چې زه د دې د اهميت نه پخپله باخبره ووم ځکه چې په دې 124 ايم پی ايز کښې واحد محمد علی داسې ايم پی اے دے چې د درې نيم سوه کلوميټره لرې د پيښور نه آباد دے او د اسمبلئ اجلاس له دے د دوه ورځو د پاره د کوهستان نه راغلے دے۔ (تالیاں) زه پرون سحر

پینځه بجې د کوره سحر راوتے یم او مازیګر پینځه بجې زه پیښور ته رارسیدلے یم او صرف په دې بنیاد چې زه دې اسمبلۍ کښې شرکت وکړم او زما دا امید هم وو چې کیدے شی اپوزیشن به دومره لوئے تیارے کړے وی، لکه زه به یو مثال ورکړم د 2002، د 2002 حکومت چې کله چې د ایم ایم اے حکومت وو چې په هغې کښې زه پخپله هم شامل ووم، زما ورور شهید فرید خان د دوئ سره ایم پی اے وو، شاه حسین صاحب هغه دے ناست دے مخامخ چې هغه وخت د جمعیت علماء اسلام او د جماعت اسلامی حکومت وو، مولانا عصمت الله صاحب په هغې کښې ناست وو، ما ته د 2002 د ایم ایم اے حکومت یاد شو۔ د اسرار الله ګنډا پور صاحب یو مثال زه هر چا له ورکوم چې په هغه وخت کښې دے په اپوزیشن کښې وو، نګهت اورکزئی صاحبه هم په هغه وخت کښې په اسمبلۍ کښې وه، زما ذهن کښې دا وو چې اپوزیشن به دومره تیارے کړے وی لکه څنګه چې اسرار الله ګنډا پور صاحب په 2002 حکومت کښې په اپوزیشن کښې وو، کله چې حسبه بل پیش کیدو، نګهت بی بی ناسته ده، دې هغه پیپرې داسې بره ګزارې کړې، ما ته اوس هم یاد دی، دا اسرارالله ګنډا پور صاحب دوئ په اپوزیشن کښې وو، ده دومره محنت کړے وو تاسو په الله یقین وکړئ، ده هغه'بل' دومره سټډی کړے وو چې دے په اپوزیشن کښې وو، اکرم درانی صاحب ناست وو، هغه چیف منسټر وو او چې کله اسرار الله ګنډا پور صاحب خپل ترامیم او تجاویزات پیش کړل نو اکرم درانی صاحب وئیل چې زه آفرین وایم د اپوزیشن په دې زلمی باندې چې که دا ټول اپوزیشن داسې بهرپور تیارئ باندې اسمبلۍ ته راغلے وے څنګه چې دا اسرارالله ګنډا پور دے نو نن به زمونږ د دنیا اصلاح شوے وے۔ زما ذهن کښې دا وو چې زما دې ورونړو به ډیر لوئے تیارے کړے وی او په دې وجه به دوئ اووائی چې یره په دې حالاتو باندې، څنګه چې مونږ بحث کوؤ چې د لس کالونه په دې صوبه کښې یو اور کرلے شوے دے اور، کوم یو ممبر دے، کوم یو بچے دے چې هغه سحر د کوره اوځی هغه ته دا ګارنټی ده چې زه به نن ژوندے کور ته ځم؟ دا 124 ایم پی ایز دی او که د دې صوبې په کروړونو عوام دے، مونږ دا وایو چې د دې داسې یو حل وګورو، داسې یو حل ئے مونږ رااوباسو چې مکمل الله مونږ د دې یو عذاب نه خلاص

کړی۔ زما ستاسو په خدمت کښې یو ګزارش دے ، پرون چې مونږ په یو بل باندې کوم تابړ توړ حملې کړې دی، نن چې کوم زمونږ د اسمبلۍ اجلاس دے ، زما درته یو ګزارش دے د الله د پاره دا لس کاله خو زه پخپله ګورم د 2002 نه 2008 پورې چې زما ورور ایم پی اے وو، د سترګو په رپ کښې هغه پینځه کاله تیر شوی دی او اوس دا اسمبلی ده، تاسو په الله یقین وکړئ زه خو دا وایم چې پرون زما الیکشن شوے دے او نن څلور میاشتې د الیکشن شوې دی، د سترګو په رپ کښې دا څلور میاشتې تیرې شوې دی۔ زه خپل حکومت ته او دې اپوزیشن والا ته درخواست کوم چې کښینئ خدائے ته وګورئ، د دې خپل منصب سره بې ایمانی مه کوئ، د دې خپلې عهدې نه کار واخلئ او دا پینځه کاله قیمتی کړئ، داسې نه چې مونږ د دې نه د بادشاه پالنګ جوړ کړو او یو ټائم ورته وراوخیژو او پینځه کاله بعد مونږ د خوبه پاڅو۔ زه دا یو خبره کوم په دې پاکستان کښې بنیادی مصیبت هم دا دے ، دلته چې عزت ګټې، عزت نو د خپل مرګ انتظار به کوې، کله چې مړ شې هر سړے وائی یره ډیر ښه سړے وو، ډیر ایماندار سړے وو خو که ژوندے ئې هیڅوک به درته دا نه وائی چې فلانے په ملک خفه کیږی، فلانے په قوم خفه کیږی او فلانے په دې اولس باندې خفه کیږی۔ مونږ دا 124 ایم پی ایز یو، د بهر خلقو زمونږ په باره کښې ګورے ډیر لوئې تاثرات دی، د دې صوبې کروړونو خلق دی، زه دا یو خبره کوم نن که زه په دې اسمبلۍ کښې خبره کوم، ما پخپله حلقه کښې څوارلس زره ووټ اخستے دے ، دا خبره څوارلس زره کسان کوی، که نن دلته زمونږ بابک صاحب خبره کوی، دوئ چې څومره ووټ اخستے دے دومره خلق کوی، نو بنیادی زما دا عرض دے چې دا د دې صوبې د کروړونو خلقو نمائنده جرګه ده، پکار ده چې مونږ دلته کښینو او راځئ دا عهد کوؤ، اپوزیشن او حکومت ته زه دا وایم دا د خپل رب سره وعده کوؤ چې ترڅو پورې زمونږ زندګی وی او په دې وجود کښې زمونږ ساه وی، مونږ به د یو داسې جامع پالیسئ د پاره کردار ادا کوؤ چې زمونږ سرونه د پکښې لاړ شی خو دا قوم، دا بچی او دا اولس چې د دې عذاب او د دې مصیبت نه خلاص شی۔

(تالیاں) پرونه راهسې زه چې کوم حالات ګورم، خدائے شته زه دومره مایوسه یم د پرون نه، هر سړے دا وائی چې دهماکه وشوه، هر سړے دا وائی چې وینې

توئې شوې، سره زما چا دا خبره وکړه چې راځئ چې دا دا پالیسی کوؤ؟ دا دا طریقه خپله کړئ چې د ظلم دا لاره چې ده نو دا منع شی؟ مونږ دلته د یو بل په عزت پسې اینښتی یو، مونږ دلته په یو بل پسې خبرې کوؤ، ما به په الیکشن جناب سپیکر صاحب، په خپل تقریرکښې یو خبره بار بار کوله، یو واقعه مې وئیله، اوس ما ته هغه واقعه بیا یاده شوه، دلته زه تاسو ته وایم، اکبر بادشاه د مغل د دور یو مشهور بادشاه یو ځل د خپل دربار نه ووتلو، خپل باغ ته په چکر ځی او لویه د فوجیانو یو قافله ورسره روانه ده، سپه سالار ورسره روان دے۔ د دې اکبر بادشاه ورور که د تره ځوئے ئے وو، په پټی کښې هلته یوه کوی او په لاس کښې ورسره ګنتری ده، کله چې د اکبر بادشاه دا ورور بادشاه سلامت وینی نو ورته وائی پخیر'اکبریه' ! څنګه ئې؟ نو اکبر بادشاه ورته په خنده شی چې ښه یم، خو د اکبر بادشاه په سپه سالار باندې دا خبره دومره بده ولګیده چې ده فوری طور توره راواویستله چې زه د دې ظالم نه او د دې ګستاخ نه سر قلموم چې ته څنګه بادشاه ته وائې چې'اکبریه' ! ته څنګه ئې؟ نو چې څنکه ده توره راواویستله نو بادشاه سلامت ورته اووئیل څه کوې؟ وائی بادشاه له زه د ده نه سر قلموم د دې ګستاخ نه، ده ستا په شان کښې ګستاخی کړې ده چې'اکبریه' ! څنګه ئې؟ نو هغه ورته په خنده شو، وائی ګوره زه تا ته اکبر بادشاه یم او دې اولس او دې قوم ته اکبر بادشاه یم، د ده خو زه ورور یم، ده ته زه ځکه سپک او بې قدره یم۔ نو نن ما ته هغه خبره یادیږی چې بهر د خلقو زمونږ په باره کښې څه تاثرات دی او زمونږ دننه په دې اسمبلئ کښې د یو بل باره کښې څه تاثرات دی؟ لهذا زه درته ګزارش کوم، زه درته دا درخواست کوم، څنګه چې د اپوزیشن په ریکوزیشن باندې دوه ورځې د اسمبلئ اجلاس دے ، زه تاسو ته په دې اسمبلی فورم وایم چې زه د دې اجلاس نه مطمئن نه یم، د پرونئ او ننئ کارروایئ نه زه ایک فیصد هم مطمئن نه یم، پکار ده چې تاسو تجاویز راوړی وے ، دوه ورځې ستاسو په تجویز باندې د اسمبلئ کارروائی وه، زه دې ټولې اسمبلئ ته ریکویسټ کوم، زه اپوزیشن او حکومت ته ریکویسټ کوم چې کم ازکم د اتوار ورځې پورې دا اسمبلی وچلوئ، دوه ورځې اعتراضات او تنقیدونه وشول، د نن نه خپلې شپې شوګیره کړئ، دا تجاویز راوړئ، خپله مغز

خوری وکړئ چې په دې صوبه کښې به امن څنګه راځي، پالیسي به مونږ څنګه جوړوؤ او کم ازکم دا باقي پینځه ورځې راځئ چې مونږ کښینو او د اسمبلۍ د اجلاس د پاره درخواست وکړو چې کم ازکم د اتوار په ورځ مونږ خپل تجاویز پیش کړو، زما دغه خبره ده۔ جزاکم اللہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نگہت یوسفزئی، نگہت اورکزئی صاحبہ۔ (قہقہہ)

(قہقہے اور تالیاں)

محترمہ نگہت اورکزئی: (قہقہہ) جناب میرا خیال ہے شوکت یوسفزئی آپ کا بہت Favorite ہے۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسلئے کہتا ہوں کہ نہ یوسفزئی صاحب ہیں، شاہ فرمان صاحب بھی ذرا، میں نے کہا کہ آپ تھوڑا Wait کرتیں تو بہتر ہوتا۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ جناب، شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، اس وقت میں نے آپ کو Mention کیا کہ یہاں پر ہمارے میڈیا کے جو تمام لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے ایک ایسی بات پر واک آؤٹ کیا کہ جو پورے پریس اور پورے چینلز پر کل یہ پٹی چلتی رہی کہ سینیئر لوگ اسلام آباد سے آئے ہوئے تھے اور وہ جب چیف ایگزیکٹیو صاحب سے ملنے کیلئے گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ دھماکے جو ہیں، وہ میڈیا کی وجہ سے ہو رہے ہیں تو جناب سپیکر صاحب، اس بات پر ہم سب کو تھوڑا سا، تھوڑا سا کیا بہت زیادہ اسلئے افسوس ہے، میرا خیال ہے یہ جو اسمبلی کے پورے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ میڈیا ایک ایسی طاقت ہے جناب سپیکر صاحب کہ جہاں پر بھی کوئی بات ہوتی ہے، چاہے اچھی ہو، چاہے بری ہو جناب سپیکر صاحب، ہماری جانیں یا معصوم جانیں تو چلی جاتی ہیں لیکن ایم پی ایز، ایم این ایز، سینیٹرز اور ان وی آئی پیز کی جانیں ان کی جانوں کے بعد جاتی ہیں کیونکہ یہ اسی وقت موقع پر پہنچتے ہیں، جیسے پولیس آفیسرز پہنچتے ہیں، جیسے دوسرے لوگ پہنچتے ہیں تو میرا خیال ہے جناب سپیکر صاحب کہ ان کے بارے میں اگر تھوڑا سا Positive رویہ بلکہ زیادہ Positive رویہ، کیونکہ یہ ہماری ہر اچھائی کو بیان کرتے ہیں۔ یہ کل کا جو واقعہ ہوا جناب سپیکر صاحب، اس کو تمام میڈیا نے اچھے طریقے سے یا برے طریقے سے، ہمیں گلے بھی ہونگے،

ہمیں ان سے شکوے بھی ہونگے لیکن جناب سپیکر صاحب، ایسی بات کرنا اور پھر دوسرے صوبے سے ایک سینیئر صحافی کا آنا اور ان سے ملاقات کرنا اور ان کا پھر یہ جواب دینا تو جناب سپیکر صاحب، اگر اس پر گورنمنٹ کی طرف سے یا چیف منسٹر کی طرف سے کوئی وضاحت، ان کے ترجمان اور یا انفارمیشن کے ہمارے جو منسٹر ہیں، وہ کر دیں۔ بہرحال اگر ایسی بات ہوئی ہے تو ہم تمام لوگ اس چیز کی مذمت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ میڈیا جو ہے، وہ ہماری ایک فرنٹ لائن ہے اور ان کیلئے اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر انفارمیشن، شاہ فرمان صاحب، پلیز۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): شکریہ، جناب سپیکر۔ Media is the fourth pillar of the State اور میں یہ Accept کرتا ہوں کہ اگر آج میڈیا کی آزادی نہ ہوتی، لوگوں کے اندر اتنی Awareness نہ ہوتی تو اس ملک کے اندر، اس صوبے کے اندر روایتی سیاست ہوتی اور شاید پاکستان تحریک انصاف آج حکومت میں نہ ہوتی، میں میڈیا کے Role سے انکار نہیں کرتا، حقیقت کا مجھے نہیں پتہ لیکن میں Unconditionally معافی مانگتا ہوں (تالیاں) گورنمنٹ کی طرف سے، اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے یا کوئی ایسی بات، As a fourth pillar of the State ان کے ساتھ Interaction سب کی ہوگی، گورنمنٹ کی ہوگی، اپوزیشن کی ہوگی، بطور ایم پی اے Individually ہوگی، ان کا ایک Role ہے اور جن کا Role ہوتا ہے، ان سے گلہ بھی کیا جاتا ہے، ان سے بات بھی کی جاتی ہے، یہ Separate نہیں ہیں، یہ علیحدہ نہیں ہیں، یہ سٹیٹ کا حصہ ہیں، یہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔۔۔۔

(مغرب کی اذان)

وزیر اطلاعات: لہذا میں میڈیا کے دوستوں سے معذرت کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو Role ہے، اس حساب سے ان کی Importance ہے اور اس Importance کے حساب کے ساتھ، اس Proportion کے ساتھ ان کے ساتھ Interaction ہوگی۔ اگر کہیں Rectification کی ضرورت ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ بات ہوگی کہ کہاں پر Rectification کی ضرورت ہے، گورنمنٹ کا کیا شکوہ ہے، Facts لانے میں ان کی Help کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا Role، ان کی Importance

اور ان کے کردار سے ہم انکار نہیں کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی نیت وہ نہیں تھی جو سامنے آگئی ہے لیکن میں پھر سے کہتا ہوں کہ دل میں کیا بات ہے، دماغ میں کیا ہے اور اس کو الفاظ کا کونسا جامہ پہنانا ہے، شاید اس Sequence میں اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کیلئے ہم پھر سے معذرت چاہتے ہیں۔ ہم ان کی Importance کو سمجھتے ہیں، خاصکر تحریک انصاف کی گورنمنٹ لانے میں اور لوگوں کی Awareness میں ان کا جو کردار ہے، ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ ہمارے اس Gesture کو اگر کوئی ایسی بات کی گئی ہو کہ جس سے میڈیا کے Image کے اوپر کوئی اثر پڑا ہو تو یہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اس کی کس قسم کی Rectification ہے کہ ہم پارٹی کے اندر، Youth کے اندر، آئی ایس ایف کے اندر میڈیا کے حوالے سے بات آگے پہنچادیں۔

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> وقفہ برائے نماز۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> حاجی قلندر خان لودھی صاحب۔

<u>حاجی قلندر خان لودھی (مشیر خوراک):</u> شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، اسلئے میں کھڑا ہو گیا کہ میرے اپوزیشن کے بھائی آئے ہوئے ہیں اور اس طرف میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے حکومتی دوست نہیں پہنچے تو میں نے سوچا کہ بجائے یہ کوئی کورم کی بات کریں گے کیونکہ یہ جو سیشن بلایا گیا ہے، یہ اسلئے کہ یہ بڑا Sensitive مسئلہ ہے جس پر یہ بلایا گیا ہے اور اس کی بڑی اہمیت ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اسلئے کھڑا ہو گیا کہ اس پر بات چیت جاری رہے کہ اس کا تسلسل نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ جناب سپیکر، ہمارا کوئی مقدر میں ایسا ہی لکھا گیا ہے دس سالوں سے کہ جو بھی نیا سیشن آتا ہے، ہم پہلے سے زیادہ دکھی ہو کر اس میں بیٹھتے ہیں، اس میں وہ پہلے سے بڑا زیادہ دکھ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس میں کوہاٹی گیٹ کا واقعہ ہے یا میرے سیکر ٹریٹ کے بھائیوں کا، بس والوں کا یا مسیحی برادری کا ہے یا قصہ خوانی بازار کا ہے، یہی نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے چالیس سے پینتالیس ہزار قیمتی جانیں، اس کا نذرانہ ہم پیش کر چکے ہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، کل میرے بھائی

بڑی اچھی تیاری کر کے آئے تھے، بڑی پیاری باتیں بھی کہیں، کبھی جذباتی بھی ہو جاتے تھے اور کبھی یہاں تک بات پہنچ جاتی تھی کہ مارو، مارو، مار والی بات شروع ہو گئی کہ کچھ اور نہیں ہے، مذاکرات کی اہمیت نہیں ہے، کوئی چیز Useful نہیں رہی ہے، سب Useless ہو گئی ہیں تو اب ایک ہی بات ہے، لڑائی۔ دیکھیں جناب سپیکر، یہ ہم سب سمجھتے ہیں اور اس فورم پر جتنے بھی یہ میرے بھائی بہنیں آئی ہوئی ہیں، بہت ہی زیادہ ذمہ دار ہیں، لاکھوں لوگوں کے نمائندے ہیں، انہیں لوگوں نے چن کہ بھیجا ہے، یہ معاشرے کی Cream ہیں اور اس وقت میرا یہ صوبہ ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں، ہمیں Unite رہنا ہے، ہمیں ایک ہو کے، ایک زبان ہو کر بولنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے اس صوبے کیلئے اور اس ملک کیلئے بھی۔ جناب سپیکر، یہ جتنے بھی نقصانات ہو گئے، اگر اس سے زیادہ بھی ہونگے، ہم لڑائی کرتے ہی رہیں گے، کرتے ہی رہیں گے مگر آخر ایک وقت ایسا آنا ہی ہے کہ جس پر ہم نے بیٹھنا ہے، اگر اس میں اب ہم بیٹھ جائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ آج میں مشکور ہوں، اپنے اپوزیشن بھائیوں کی طرف سے بھی بڑی اچھی باتیں کی گئیں، بڑی Positive باتیں بھی ان کی ہو گئیں اور کچھ ایسی باتیں بھی ہوئیں جو کل کے واقعے میں ہیں، جو میرے جیسے آدمی کیلئے قابل برداشت نہیں تھیں، ہماری اپنی کوئی روایت ہے، نئے جوان نسل والے کچھ اور سوچ رہے ہیں، ہماری کچھ اور سوچ تھی کہ ہمارا ایک تقدس ہے، ہم مسلمان ہیں، پھر ہماری یہ پختو پختو، ہمارے لئے کہتے ہیں اس صوبے میں، اس کا بھی ایک تقدس ہے، ایک روایت ہے۔ تو اس میں یہ ہے کہ ہمارا بہت سارا فرق ہے دوسرے صوبوں سے، ہم اس اسمبلی کو جرگہ سے ہمیشہ تشبیہ دیتے ہیں اور یہاں پر چادر اور چار دیواری کو بھی بڑا Count کیا جاتا ہے اور پھر اس میں شرم اور حیاء کی بڑی بات کی جاتی ہے لیکن کل کوئی ایسا واقعہ بھی ہوا جو بہتر نہیں تھا لیکن اس وقت جو گزر گیا سو گزر گیا۔ جناب سپیکر، آج جو مولانا صاحب نے بات کی، اس نے پانسہ ہی پلٹ دیا، سب کو معلوم ہے کہ کون کیا کر رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ، مسلمانوں کے ساتھ ازل سے کیا ہو رہا ہے؟ جب ادھر میں تھا تو کچھ اور بات تھی، ادھر آنے سے اگر میں شروع کر دیتا اس بات کو تو میرے خیال میں میرے ساتھی یا کچھ لکھنے والے یہ لکھتے کہ یہ گورنمنٹ کو سپورٹ کر رہا ہے اسلئے، تو اچھا ہوا، میں مشکور ہوں مولانا عصمت اللہ صاحب کا کہ انہوں نے ایک قرآنی حوالے سے اور حدیث کے حوالے سے کہ یہ پاکستان کس مقصد کیلئے بنا

اور اس کا دشمن ازلی کون ہے؟ اس کو کھول کے سامنے لے آیا اور بلیک واٹر کی باتیں بھی کیں، سب باتیں انہوں نے کیں، میں Repetition میں نہیں جاؤنگا، اب یہ بات ہے میری جناب سپیکر، جیسے پھر اس کے بعد مشتاق غنی صاحب بڑے اچھے طریقے سے اس مؤقف کو اور آگے لے گئے، تو اب بات میری کہنے کی یہ ہے جی کہ اب اس میں اگر وہ ہمارے دشمن نہیں ہیں، یہ واقعہ کوہاٹی گیٹ والا بھی طالبان نے نہیں کیا، اگر یہ بس والا واقعہ بھی طالبان نے نہیں کیا، اگر یہ بھی انہوں نے نہیں کیا، قصہ خوانی والا بھی انہوں نے نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی اور فورس ہے جو یہ کچھ کر رہی ہے، اسے سبوتاژ کر رہی ہے اس مذاکرات کو، تو پھر اس مذاکرات میں تو بالکل لیٹ نہیں ہونا چاہیئے، میز پر بیٹھنا چاہیئے تاکہ پتہ چلے کہ کون دشمن ہے اور کون اس کو کرنا چاہتا ہے؟ کیونکہ دس سال سے جو مسئلہ چل رہا ہے جناب سپیکر، نہ مرنے والے کو پتہ ہے کہ مجھے کیوں مارا جا رہا ہے اور نہ مارنے والے کو پتہ ہے کہ میں کیوں مار رہا ہوں؟ اگر اس کو یہ سمجھ ہو کہ میں کیوں مار رہا ہوں اور ایک مسلمان کا قتل کتنا بڑا جرم ہے، تو میرے خیال میں یہ جو دعویدار ہیں اسلام کے، تو وہ کبھی بھی ایسا سنگین اقدام نہ کریں، وہ نا سمجھ ہیں جو یہ کر رہے ہیں، تو اب ان سے نا سمجھی میں کون کرا رہا ہے؟ تو یہ سب چیزیں، باتیں کب کھل کے آئیں گی؟ جب ایک میز پر بیٹھیں گے۔ جناب سپیکر، جس پارٹی کے ساتھ میرا تعلق ہے، میرے قائد کا یہ پہلے سے ہی یہی ہے، یہی اس کا منشور ہے کہ مذاکرات، مذاکرات، ڈائیلاگ کے بغیر تو کوئی چیز حل ہو نہیں سکتی، ایک وقت آتا ہے پھر اس کے بعد بیٹھنا پڑتا ہے، تو اتنے زیادہ ہمارے چالیس، پینتالیس ہزار انسان ضائع ہو جانے کے بعد اور ہمارے قیمتی جرنیل اور بہت سارے ججز اور بہت سارے پارلیمنٹیریز اور ہر آدمی اپنے گھر کیلئے اس کا بادشاہ ہوتا ہے، ہر بچہ بھی ہمارے لئے قیمتی ہے، ہر مزدور بھی ہمارے لئے قیمتی ہے، تو یہ سر جو شہید ہو گئے تو اس کے بعد اگر اس میں اب دیر کی گئی، اب جب یہ بات ہو گئی کہ ایک واقعہ ہو گیا کسی نے ذمہ داری نہیں لی، دوسرا ہو گیا کسی نے نہیں لی تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی ہے جو کرا رہا ہے اور وہ مشتاق غنی صاحب اور ہم سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ امریکہ کو ذرا بھی نہیں بھاتا پاکستان، وہ اس پاکستان کو نہیں دیکھ سکتا، وہ اس ایٹمی پاور کو نہیں دیکھ سکتا، اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ سابقہ مطالبات سے ادھر ادھر ہوتے رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کس کو سپورٹ کر رہے تھے اور آج جواب مطالبات، آل پارٹیز کانفرنس ہو گئی ہے، میٹنگ ہو گئی ہے، اے پی سی ہو گئی ہے تو اس میں یہ سب

پارٹیاں ہیں، سب پارٹی کے ہیڈز ہیں، جہاں جتنے لوگ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہر پارٹی کا ہیڈ جو ہے ہم سے زیادہ سوچنے والا ہے، ہم سے زیادہ ذمہ دار ہے، ہم سے زیادہ قابل ہے، ہم سے زیادہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر ان ذمہ داروں نے ایک بات کر لی ہے، بیٹھ گئے تو ہمیں اسے Own کرنا چاہیئے، 'مار و مارو' کی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ وقت بھی اگر خدانہ کرے ہمارے گلے پڑا ہوا ہے تو یہ بھی کرنا ہی پڑے گا لیکن اب اگر اس سے پہلے ہمارے High-ups نے کوئی بات سوچ لی ہے مذاکرات کی تو ہم سب کو اسے سپورٹ کرنا چاہیئے اور اس میں کسی قسم کی تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، جتنی جلدی ہو اس پر Implementation ہو جائے کہ کون بھاگتا ہے؟ اس سے جو بھاگتے ہیں پتہ چلے گا، وہ بھی اسی زمرے میں آجائیں گے، جو آج کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بلاسٹ نہیں کیا تو کل اگر مذاکرات سے بھاگتے ہیں تو وہ کہہ دینگے کہ ان کی بھی کوئی چال تھی، یہ بھی انہوں نے ان کو موقع دیا، پھر وہ بھی ہے، وہ تو بات ہے ہی ہے۔ اور دوسری جناب سپیکر، اگر کوئی آدمی یہ سوچتا ہے، میرے یہاں ذمہ دار لوگ بیٹھے ہیں، پارلیمنٹیرینز ہیں، بہت زیادہ پڑھے لکھے ہیں اور سیاست کو سمجھتے ہیں، اگر کوئی یہ سمجھے کہ ریاست سے کوئی طاقتور ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی بہتر سوچ نہیں ہے، ریاست / سٹیٹ ہمیشہ طاقتور ہوتی ہے، جب وہ ایکشن پر آتی ہے تو ملیامیٹ کر کے رکھ دیتی ہے لیکن وہ یہ چاہتی ہی نہیں ہے، سٹیٹ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ آخری دم تک Compromise کیا جائے اور بات ٹیبل ٹاک سے حل ہو جائے، اگر کہیں کوئی شورش ہے بھی تو اس کو بات چیت سے نمٹایا جائے کیونکہ اس میں کتنے بے گناہ مارے جائیں گے۔ ابھی ڈرون ہو رہا ہے جس کے ہم مخالف ہیں، نہیں ہونا چاہیئے، کس نے اجازت دی؟ نہیں ہونا چاہیئے، اسے بند ہونا چاہیئے لیکن اس میں اگر کوئی ایک آدھ وہ کہتے ہیں کہ غلط ہے تو اس میں کتنے بے گناہ مارے جائیں گے؟ تو کل جب سٹیٹ Attack کرے گی Forcefully تو کتنے اس میں بے گناہ مارے جائیں گے؟ تو اس میں یہ ہے کہ سب سے بہتر آپشن ہمارا مذاکرات کا ہے اور اس کو سب کو سپورٹ کرنا چاہیئے اور یہ مارو، مار والی بات اس کو مؤخر کریں اور اس کو سب سپورٹ کریں اور ہمارے جتنے بھی High-ups بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے ہماری یہی ریکویسٹ ہے، اے پی سی والے جتنے بھی ہیں، اس کو چونکہ پرائم منسٹر صاحب آ گئے ہیں، اب اس میں اور تاخیر نہیں ہونی

چاہیئے۔ چونکہ ہاؤس میں کسی اور نے آپ سے ٹائم نہیں مانگا تو میں نے آپ سے ریکویسٹ کی، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مفتی فضل غفور صاحب، پلیز۔

مولانا مفتی فضل غفور: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه، جناب سپیکر۔ د ټولو نه وړاندې خو جناب سپیکر صاحب، د هغه خلقو د پاره کوم چې په دغه سانحه کښې د هغوی زړونه دردیدلی دی، د ټول پاکستان عوام بالخصوص د خیبر پختونخوا چې د چا په کورونو کښې دغه ژړاګانې شوې دی، الله رب العالمین د هغوی ته صبر جمیل نصیب اوفرمائی او د آئنده د پاره د الله رب العالمین دغې ملک ته، دغې وطن ته او دغې عوامو ته داسې قسم حادثات چرته هم په سترګو باندې نه ښائی۔ محترم جناب سپیکر، په موضوع باندې د خبرې نه مخکښې صرف یو وضاحت کوم۔ پرون د مازیګر د مانځه د وقفې نه وروستو محترم جناب ملک قاسم صاحب چې کله د خپل سپیچ آغاز کولو، چونکه ډیر په جلدئ کښې راغے او د نګهت اورکزئی صاحبې د خبرو جواب او د خپل نوی قائد جناب عمران خان صاحب د دفاع د پاره چې ودریدو نو په غلطئ سره د هغه نه کلمه غلطه شوله او د بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ په ځائې باندې ئے بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ اووئیل۔ ما په هغه موقع باندې هم د هغوی د تصحیح کوشش وکړو خو چونکه د جذباتو وخت وو نو دا هغوی غلطئ سره وئیلې دی، زه دا نه وایم چې هغوی به قصداً عمداً داسې وئیلې وی۔ چونکه دا الفاظ د اسمبلئ د ریکارډ حصه جوړه شوه او د هغې ملکیت جوړ شو او دا د شیطان صفت د الله د پاره، نو دا مناسب نه دے۔ تاسو بهرحال د اسمبلئ د کارروایئ نه دغه الفاظ په خپلو صوابدیدی اختیاراتو سره حذف کړئ محترم جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان الفاظ کی Correction چاہتا ہوں جی، Correction کی جائے۔

مولانا مفتی فضل غفور: مهربانی جی، مهربانی، جزاکم الله۔ جناب سپیکر صاحب، په یو ډیره حساسه موضوع باندې بحث شروع دے۔ دا تیره خونی هفته چې دغه پیښور ئے په سرو وینو باندې رنګ کړو، په هغې باندې د دغې اسمبلئ غړی د خپلو جذباتو، د هغې د دکھ درد اظهار کوی۔ جناب سپیکر صاحب، دا یو حقیقت

دے چې دا ملک بالعموم او دا صوبه بالخصوص د کوم جنګ او د سرو لمبو په لپیټ کښې دہ، قانون نام کی کوئی چیز نہیں، لاقانونیت، ٹارگٹ کلنگ، په هر ځائې کښې Even زه به خپله ضلع واخلم، ضلع بونیر چې هلته د نن نه یو هفته مخکښې د پیر بابا په ډک بازار کښې په رڼرا ورځ باندې یو سیاسی کارکن قتل کړلے شو او یوه ډیره آسانه بهانه جوړه شوې ده د سیکورټې ادارو د پاره چې جی دا خو طالبانو قتل کړو، بس ذمه داری د سر نه ختمه شوله، بم بلاسټ شی جی، دا خو Suicide attack وو، بس ذمه داری د سر نه ختمه شوله۔ محترم جناب سپیکر صاحب، د صوبې په طول و عرض کښې زه ریکویسټ کوم تاسو ته چې کله ماسختن پخپله باندې هم کله یوولس دولس بجې په دې پیښور کښې یو راؤنډ ولګوئ، غیر اعلانیه کرفیو دلته نافذ وی، روډونه بند وی، خلق د خوف و هراس د وجې نه بهر ته نه راوځی۔ دا خلق دوئ تپوس کوی جناب سپیکر صاحب، دا د کومو سترګو نه چې اوښکې بهیږی، هغه د دغه خپلو اوښکو جواب غواړی۔ تاسو یقین وکړئ ما داسې داسې خلق په دغه صوبه کښې لیدلی دی چې د هغوی داسې ماشومان چې د هغوی پلاران نه د خپلې ګناه نه خبر دی او نه د جرم نه، هغه د خپلو کورونو نه وچت شوی دی او د هغوی ماشومان بچی په هفتو نه په میاشتو نه په کلونو باندے خپل پلاران اونه وینی او هغه ماشوم بچے چې کله د کور نه اوځی او سکول ته ځی، هغه د خپلې مور نه روپئ نه غواړی، پیسې ترې نه غواړی، هغه د خپلې مور نه یو سوال کوی، مورا! زه چې کور ته راځم زما ابو به کور ته واپس راغلے وی؟ او هغه ماشوم چې کله د سکول نه واپس راشی نو د خپل کور په دروازه باندې ولاړ د ټولو نه وړومبنی پښتنه ئے د خپلې مور نه دا وی، مورا! زما ابو کور ته راغلے دے؟ هغې زنانو چې د هغوی زړونه دردیدلی وو، هغوی په دغې الیکشن کښې چې کله پاکستان تحریک انصاف ته ووټ ورکولو، د سترګو نه ئے اوښکې بهیدلې چې دا به زمونږ هغه ورک شوې د زړه ټکړی ما له کور ته واپس راولی۔ زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم، نن د امن و امان په حواله باندې زمونږ حکومت سنجیده نه دے، د دې وجې نه نه چې زه د اپوزیشن یو رکن یم، محترم جناب سپیکر صاحب! څومره خلق لاپته دی، Missing persons څومره دی؟ د یوې یوې ضلعې ریکارډ د راجمع کړلے شی،

چرته دی؟ اخر دلته څه عدالت نشته، دلته قانون نشته، دلته اداري نشته دے؟ دا خلق به د چا نه د خپلې ژړا او د فرياد پښتنه کوی او تپوس به کوی؟ لهذا جناب سپيکر صاحب، په دې باندې يو انتهائی سنجيده غور پکار دے او زمونږ جناب محمد علی صاحب اوونيل، ډيرې خوږې خبرې ئے وکړې چې پکار ده چې تجاويز مخې ته راوړلی شی، تجاويز چا ته ورکړو؟ چا هم په دغه مسئله کښې خپل اونرشپ ښکاره کړے دے؟ پکار دا وه چې کله اے پی سی وشوله نو د بد امنئ مسئله د وسله والو خلقو سره، ګوندونو سره د مذاکراتو مسئله دا دغه صوبې مسئله ده، دا د سندهـ مسئله نه ده، دا د پنجاب او د بلوچستان مسئله نه ده، دا د بلې صوبې مسئله نه ده، دا دغې صوبې مسئله ده، پکار ده چې په ديکښې دلچسپی ښکاره شوې وے، په دې باندې د ټولو جماعتونو مشران راغونډ شوی وے، د دې ځائې نه يو جرګه جوړه شوې وے، د قبائلی سيمو ستر ملکان او ستر مشران راغونډ شوے وے او د دې د پاره يو مثبت پيشرفت شوے وے، بيا به زمونږ نه تجاويز غوښتل کيدل چې جې Guideline راته راکړئ چې اوس په څه طريقه باندې دا خبره مخ په وړاندې بوځو؟ که بچی مری نو د خيبر پختونخوا مری، که زنانه سرتورېږی د خيبر پختونخوا سرتورېږی، که وينی توئيږی د دغې خاورې توئيږی، ما به ډېره وهلی وی په هره مسئله کښې بل چا ته چې فلانکے د دا وکړی او فلانکے د دا وکړی او فلانکے د دا وکړی، لهذا زما به دا دست بسته درخواست وی چې د دغې سيشن د ختميدلو نه مخکښې مخکښې د پکار ده چې حکومت هغه د عملی اقداماتو اعلان وکړی، Guideline د مخې ته کيږدی چې دا خبره به مخ په وړاندې څنګه بوځو؟ مونږ به لاړ شو وفاق ته به کښينو، مونږ به ورته اووايو چې زمونږ زنانه، زمونږه بچی او زمونږ دا عوام نور مونږ په ژړا باندې نه شو ليدلې، د خيبر پختونخوا د عوامو د چهرو نه دکه درد او حسرت او نا اميدئ د هر يو چهرې نه دا ټپکاويږی:

جہاں گھر تھا، وہاں قبریں جہاں چرچ تھا وہاں شعلے

یہ ماتم خیز منظر سامنے ہے خوشدلی کیسی

لٹا کے عزت، لٹا کے عصمت یہ کس کی لاش یاں پڑی ہے

لهذا جناب سپیکر، ډیر د تعجب خبره ده چې یو فریق طالبان دی او بل فریق زمونږ سیکورټی ایجنسئ دی، واقعات وشو، یو فریق خو ظاهره خبره ده خو د طالبانو د طرف نه هم اعلان وشو جی چې مونږ ترې نه یو خبر، دا مونږ نه دی کړی او د حکومتی ترجمان د طرف نه راغلل چې *امن کو سبوتاژ کرنے میں کوئی تیسری قوت ملوث ہے۔ یہ تیسری قوت، یہ کیا ہے، یہ کون ہے*؟ دا خو د کم ازکم عوامو ته ورښکاره کړلے شی۔ نن که مونږ د دغې صوبې هر باشنده ته دا اختیار ورکوؤ چې جی Right to information تا ته دا حق درکوی نو کم ازکم د یو اسمبلئ د یو رکن په حیثیت زه هم د حکومتی ترجمان نه، زمونږ شاه فرمان صاحب تشریف فرما دے، زه ترې هم دا تپوس کولے شم چې محترم منسټر صاحب! د اے پی سی نه مخکښې محترم عمران خان صاحب چې کله په هغه ځان له ځائې کښې د پرائم منسټر سره او د چیف آف آرمی سټاف سره میټنګ وکړو، څه خو به ئے کم ازکم، څه Secret protocol، څه نه څه خبرې خو به ورته کم ازکم مخې ته راغلې وی۔ ټهیک ده، میډیا ته د نه ښودلې کیږی خو کم ازکم د دغې اسمبلئ دغې معززو اراکینو ته خو د هغه وښودلې شی، ښکاره شی مخې ته کم ازکم، په دغه صوبه کښې کوم فارن ایجنسیز، غیرملکی، بهر ملکی انټیلی جنس ایجنسئ کار کوی، په کوم کوم نوم باندې کار کوی، څومره تعداد د هغوی دے، د حکومت سره په ریکارډ باندې څه څه مخې ته موجود دی؟ زه چې ځم نو زما نه خو تپوس کیږی، زه ورته وایم ایم پی اے یم، وائی شناختی کارډ وښایه، شناختی کارډ وښایم، وائی *ایم پی اے کیا چیز ہوتی ہے*؟ وائی *یہ کس ڈیپارٹمنٹ کا ہے*؟ او بیا زمونږ د دې ګاډو خو هغه ډیګئ ئے خرابې کړلې، سستې ئے کړلې په وچتولو، راخلاصولو باندې او جناب سپیکر صاحب، د بارودو نه ډک ګاډے راځی او په قصه خوانئ کښې ودریږی، دا د کومې غاړې راغلل؟ دا به په یو ځائې کښې ډکیږی، دا به په یو ځائې کښېPlan کیږی خو کم ازکم د دې بعضې خبرو جواب دا خو حق دے د دغې عوامو چې تپوس وکړی د دغې حکومت وقت نه، لهذا زما به دا تجویز وی جناب سپیکر چې د دغه سیشن د ختمیدلو نه مخکښې مخکښې د په دغه صوبه کښې د

امن و امان د قیام د پاره کم ازکم حکومت د خپل Guideline وښائی، خپل پلاننگ د وښائی، خپل پراگریس د وښائی چې مونږ په دیکښې دومره دومره پیشرفت کړے دے۔ خپل اونرشپ د ښکاره کړی، سنجیدگی د په دې معامله کښې ښکاره کړی نو زمونږ به هم زړه مطمئن شی او دې میډیا ته به هم پته ولگی او بهر به هم دا مخلوق څه نه څه په دې خبره باندې پوهه شی چې اؤ زمونږ حکمرانان هغه په دغه خطه کښې سنجیده دی د ملک د امن و امان د قیام د پاره او بیا جناب سپیکر، یو ډیره عجیب خبره تیر وخت کښې چې کله جناب شهباز بهټی صاحب چې د مسیحی برادرئ سره ئے تعلق ساتلو، هغه قتل کړلے شو، هغه وخت کښې هم یو مسئله رااوچته شوله چې جی یو طرف ته مسیحی برادری، اقلیتی برادری د لاقانونیت د وجې نه د عدم تحفظ شکار دی او بل خوا د قانون له اړخه هم د عدم تحفظ شکار دی، د قانون د اړخه څنگه؟ وائی جی دلته یو قانون دے چې د هغې تحت چا د جناب محمد الرسول الله صلی الله علیه وسلم توهین وکړو نو هغه ته به سزائے موت ملاویږی، (c) 295 او (c) 298 دفعات دی او بیا هغه موضوع زیر بحث راوستلې شوله او بیا چې کله دا د چرچ حمله وشوله، په دویمه ورځ په قامی اسمبلئ کښې د پاکستان تحریک انصاف مشر جناب جاوید هاشمی صاحب بیا دا مسئله وچهیړله چې جی توهین رسالت چې کوم قانون دے، د هغې خلاف چې کوم د سزا عمل دے، په دیکښې د ترمیم وکړلے شی، دا د اقلیتو خلاف استعمالیږی، دا Misuse کیږی، زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم جناب سپکر صاحب، وائی وهم د کوم ځائې، په پښتو کښې هغه متل دے، "وهم د کوم ځائې او ډب د کوم ځائې خیژی؟" ذمه داری د کومه ده؟ پکار دا ده چې د خپلې خیبر پختونخوا هغه خپله کارکردگی خلقو ته مخې کړی نو د هغې په ځائې باندې داسې قسم مسائل چهیړی۔ جناب سپیکر صاحب، زه یو خبره کوم، دا زمونږ د ایمان مسئله ده، دا د نظریې مسئله ده، دا د سیاست خبره نه ده، د پارټئ نه بالاتر بحیثیت د یو مسلمان لکه څرنگې چې په الله رب العالمین باندې ایمان ضروری دے، دغه رنگې په جناب محمد الرسول الله ﷺ باندې ایمان او بیا د ختم نبوت عقیده دا یو بنیادی څیز دے د مومن او د مسلمان د پاره او بیا د مسلمان د پاره د نبی علیه الصلواة والسلام محبت د هر

ځیز نه لویه سرمایه ده۔ په دغه ملک کښې که جناب قائدا عظم محمد علی جناح صاحب، د هغه توهین جرم سمجهاویږی او د نورو مقدسو هستو توهین جرم سمجهاویږی او یو سړے د خپلې پارټۍ د لیډر توهین نشی برداشت کولے نو په دغې وطن کښې به د جناب محمد الرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم توهین څنګه برداشت کړلے شی؟ او په هغې باندې به سزائے موت څنګه نه ورکړلے کیږی؟ (تالیاں) او بیا جناب سپیکر صاحب، دا د شریعت مسئله ده، صحابه کرامؓ د ټولو نه وړومبنۍ اجماع او اتفاق چې په کوم شرعی مسئله کړے دے، هغه دا مسئله وه چې چا هم د دواړو جهانو د سردار مبارک نبی کریم صلی اللّٰه علیه وسلم توهین وکړو، هغه ته د سزائے موت ورکړلے شی او د اسامه ابن زیدؓ په سرکردګئ کښې چې کوم جهادی لښکر ابوبکر صدیق رضی اللّٰه عنه لیږلے وو، 700 محافظان صحابه کرامؓ په هغې کښې شهیدان شوی دی صرف او صرف د دې د پاره چې کوم سړی د دواړو جهانو د سردار مبارک توهین کړے دے، د هغه سړی د مقابله وکړلې شی او هغه ته سزا ورکړلې شی۔ بیا داسې مسئله ولې دلته موضوع بحث جوړیږی، متنازعه ولې جوړیږی؟ دا د یو ډیر لوئې سوچې سمجهی سازش تحت چونکه دا قانون د مغرب په سترګو کښې نه ځائیږی، په هر دور کښې د مغرب پیروکار خلق هغه په دغه قانون باندې ګوتې پورته کوی حالانکه په مغرب کښې دا قانون چې پاکستان کښې دلته موجود دے، دا په برطانیه کښې هم موجود دے خو په برطانیه کښې د مقدسې هستۍ تعریف دا د بل چا د پاره شوے دے د جناب محمد الرسول اللّٰه ﷺ په ځائې باندې۔ د هر کس د پاره د هغه مذهبی مشر دا مقدسه هستی ده او بیا د اقوام متحده جناب سپیکر صاحب چې کوم 'چارټر آف بیسک هیومن رائټس' دے، د هغې مطابق د هیچا دل آزاری کول، د هیچا زړه ته تکلیف رسول چې کوم دے نو دا حق نه دے حاصل، د هر چا د زړه قدر او احترام کول، د هغه د احساساتو او د جذباتو دا د هر انسان بنیادی حق دے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: مفتی صاحب! مختصر کولو کوشش وکړئ او ایجنډې طرف ته تاسو لږ راشئ نو ډیره به ښه وی۔

مولانا مفتی فضل غفور: لهذا جناب سپیکر! دا یو انتهائی اهمه مسئله ده نو دا د اقوام متحده د بنیادی انسانی حقوقو حصه ده۔ ایک ارب، سوا ارب مسلمانانو دل آزاری دا به څه رنګې د بین الاقوامی قوانینو تحت دا به Allowed وی ؟ او آیا کوم خلق چې ناموس رسالت ﷺ کښې د توهین خلاف چې کومه سزا ده، هغې کښې ترمیم وکړی؟ آیا د پاکستان نه ډنمارک جوړول غواړی چې بیا د یو سړے رالګی او په اخبار کښې د کارټون جوړوی د جناب محمد رسول الله ﷺ په خلاف کښې، چې هغې له پګړئ اووهی او دننه پکښې بم کیږدی او لاندې ورته ولیکی چې The great terrorist of the world، نو د څومره مسلمانانو د زړونو دل آزاری په دې سره وشوله او بیا جناب سپیکر، امریکه کښې فلم جوړ شو، آیا هغه ماحول دلته په پاکستان کښې جوړول غواړی دا خلق؟ نوم ئے ورله کیښودو The Innocence of Muslims، اول ئے ورله نوم ایښې وو The Innocence of Usama، بیا وروستو ئے ورله نوم کیښودو The innocence of Muslims او په هغې کښې د جناب محمد رسول الله ﷺ دومره توهین چې د هغوی کردار، د هغوی شخصیت، د هغې د ټولو خلاصه دا وه، استغفرالله العظیم، زه هغه الفاظ دلته نشم وئیلې چې ګویا که نبی علیه السلام مبارک یو Sexy او یو خواهش پرسته او جنس پرسته انسان وو استغفرالله العظیم، آیا د پاکستان دننه دغه ماحول جوړول غواړی؟ مونږ د دې بهرپور مذمت کوؤ او مونږ وایو چې کومو خلقو که د خپلې تبدیلئ معنیٰ دا لرله چې مونږ به دلته داسې قسم قوانینو کښې ترامیم راولو، دا سوال نشی پیدا کیدلے، دا د اسمبلئ درو دیوار د په دې باندې ګواه شی، دا د الله زمکه او آسمان د په دې باندې ګواه شی چې تر کومې پورې په دغه خاوره باندې یو مسلمان هم ژوندے وی، د الله په فضل و کرم سره په دغه قوانینو کښې هیڅوک ترمیم نه شی کولے۔ (تالیاں) لهذا نان ایشوز کښې د ملوث کیدلو په ځائې باندې ایشوز طرف ته راتلل غواړی۔ په دغه خاوره باندې مونږ امن غواړو او مونږ د امن و امان په حواله باندې، مونږ د امن و امان په حواله باندې۔۔۔۔۔

(شور)

وزیرِ صحت: جناب سپیکر!

مولانا مفتی فضل غفور: ستا سو په خبرو کښې زه نه یم پاڅیدلې جناب شوکت یوسفزئی صاحب! کښینئ جی تشریف کیږدوئ، مونږ د امن و امان په حواله باندې جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جنابِ ڈپٹی سپیکر: مفتی صاحب! مفتی صاحب اختصار سے کام لیں، بہت لوگ ہیں، اب وقت۔۔۔۔۔

مولانا مفتی فضل غفور: ٹھیک شوہ جی۔ مونږ د امن و امان په حواله باندې، مونږ د امن و امان په حواله باندې د دغې حکومت سره هر قسم تعاون ته تیار یو چې کوم قدم دوئ پورته کوی، ان شاء الله مونږ به ترینه مخکښې یو او زما تجویز دا دے چې په دیکښې د علماء، مذهبی مشران، سکالران هم په مینځ کښې کښینولی شی۔ د دغې ستونزو، د دغې مشکلاتو د حل د پاره د قانون ماهرین د پکښې کښینول شی په مینځ کښې او چې کوم د دغې خلقو مطالبات دی، هغه مطالبات د واؤریدلی شی Even که دا مطالبه کوی چې په دغه ملک کښې د شریعت نافذ شی، کومه گناه ده؟ دا د آئین پاکستان تقاضا ده، دا د دغې ملک نظریه او اساس دے، پکار دا ده چې د هغوی دغه مطالبه تسلیم کړلې شی او هغوی هم د آئین او د قانون دائرې ته راوستلی شی۔ وآخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ۔

جنابِ ڈپٹی سپیکر: جناب شاہ فرمان صاحب، پلیز۔ شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (اطلاعات): جناب سپیکر! یہاں پر۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: دوا ړه پاڅئ تاسو۔

وزیرِ اطلاعات: منور خان صاحب! یو کافی دے تاسو له۔ جناب سپیکر، ایجنڈے سے ہٹ کر جو بات کی گئی ہے، پچھلے تین مہینے کے اندر پاکستان تحریک انصاف کے اوپر جو الزامات لگائے جارہے ہیں اور Practically مذہبی مسئلے میں الجھانے کی جو کوشش کی جارہی ہے، ہمارے ایڈوکیٹ جنرل پر الزام لگایا گیا کہ یہ قادیانی ہے، ہم نے مفتی سے پوچھا کہ کیا طریقہ کار ہے؟ جواب آیا Publically کہہ دے، ایک پریس بریفنگ کے دوران انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں، سنی مسلمان ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری پیغمبر مانتا ہوں۔ اس کے بعد پندرہ تاریخ کو نشتر ہال کے اندر ختم نبوت کانفرنس تھی، ایڈوکیٹ

جنرل جاتا ہے اور ادھر اپنی صفائی پیش کرتا ہے۔ یہ ایک دفعہ کی بات نہیں ہے، قومی اسمبلی میں جس بحث کی بات کی گئی ہے، پتہ چلایا جائے کہ یہ بحث اوپن کس نے کی ہے، اس پر بحث کس نے شروع کی ہے؟ یاد رہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ عورت کی حکمرانی حرام ہے، یہ اسلام کہتا ہے اور پھر مراعات لیتے ہیں اس عورت سے، (تالیاں) تحریک انصاف انڈر پریشر آکر ایسے لوگوں کو کہیں مراعات نہیں دیگی، میں یہ بار بار کہتا ہوں کہ ہم عوام کے سامنے اور آپ کے سامنے جوابدہ ہیں لیکن احاطہ کیا جائے کہ کہاں تک آپ کسی کو Push کریں گے؟ ہم نہ اس پریشر میں آتے ہیں، چاہے کوئی لاکھ دفعہ کوشش کرے، عقائد اور عبادات کے نتیجے میں مسلمان کے معاملات ہوتے ہیں اور معاملات کے اوپر اگر یہ چاہیں، ایک مسلمان کے معاملات کے اوپر یہ چاہیں تو بحیثیت پشتون طلاق اور بحیثیت مسلمان قرآن سامنے رکھنا ہے کہ کس نے کرپشن کی ہے اور کس نے نہیں کی ہے؟ (تالیاں) میں کیسا مسلمان ہوں؟ ہمارے ساتھ یہ گیم نہ کھیلا جائے، اس حد تک نہ بڑھایا جائے اور اگر جاوید ہاشمی نے غلط بات کی ہے تو مقدمہ چلائیں ان کے اوپر، اگر اس نے اسمبلی میں غلط بات کی ہے لیکن خدا کیلئے اسلام کے ٹھیکیدار نہ بنو، ہم مسلمان ہیں، ہر کسی کو اپنے اندر کا پتہ ہے، ایسے Sensitive معاملات کے اوپر بات ہو گی تو ہم نہ پریشر میں آئیں گے اور اگر کوئی کہہ دے کہ یہ یہودی ہے، تو جس عورت کا کہا تھا، اللہ بخشے، کہ اس کی حکمرانی حرام ہے، اس حرام حکمران سے مراعات لی گئی ہیں، ایسا اسلام ہمیں نہیں قبول، اگر وہ اسلام کو استعمال کرکے مراعات لیتے ہیں۔ (تالیاں) میں اپوزیشن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اتنا Push نہ کریں، اتنا Push نہ کریں کہ ہم مجبور ہو جائیں ان کے جوابات دینے پر جس سے اس ایوان کے اندر وہ مزہ نہیں رہے گا جو رہنا چاہیئے۔ بعض تقاریر سے معزز اراکین کے علاوہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہو جاتا ہے، میں امید کرتا ہوں، میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ یہ Government answerable ہے اس اپوزیشن کو، عوام کے سامنے بھی اور آپ کے سامنے بھی ہے اور آپ کو بھی یہ حق دیا ہے The right to information اور عوام کو بھی دیا ہے اور یہ گورنمنٹ آگے سے کچھ بھی پوچھے، کچھ بھی کہے، یہ آپ کے سامنے جوابدہ ہے لیکن میں درخواست کرتا ہوں کہ اس صوبے میں جو ہمارا ماحول ہے، جو ہمارے Customs ہیں، جو ہماری Traditions ہیں، جو

ہماری روایات ہیں، اگر اس کے مطابق ہم Politics کریں تو میرے خیال میں اس ماحول کا مزہ رہے گا۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک نور سلیم خان، ملک نور سلیم خان، پلیز۔ ملک نور سلیم خان، پلیز۔

جناب نور سلیم ملک: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ۔ آخر میرا نمبر بھی آہی گیا، مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ شاید آج نمبر نہ آسکے۔ جناب سپیکر، اس اجلاس کی جس مقصد کیلئے ریکوزیشن کی گئی تھی، وہ بہت ہی دلخراش واقعات جو پچھلے آٹھ نو روز سے ہمارے صوبے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں، سب سے پہلے تو میں ان کی سخت مذمت کرتا ہوں لیکن سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا میرے یا اس ایوان کے دوسرے معزز اراکین نے جو مذمت کی، کیا ان کے مذمت کرنے سے جن کے پیارے چلے گئے، کیا وہ واپس لوٹ آئیں گے؟ نہیں جناب سپیکر، ایسا نہیں ہوگا۔ کیا جو باقی زندہ بچ گئے ہیں، کیا وہ خوشحال زندگی کی طرف بڑھ جائیں گے؟ نہیں جناب سپیکر، ایسا بھی نہیں ہوگا۔ افسوس اس بات کا ہے جناب سپیکر کہ کل سے میں اس ایوان میں مستقل دیکھ رہا ہوں کہ جس اہمیت کی وجہ سے اس اجلاس کو اتنی جلد بازی میں بلایا گیا، اس کو اس طریقے سے اہمیت نہیں دی گئی۔ میرے ایک معزز وزیر صاحب نے، منسٹر صاحب نے کل کچھ اس طرح سے بیان دیا کہ کیا ہوا، پہلے بھی تو دو سو دھماکے ہوتے رہے ہیں؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم نمبر گنتے رہیں گے اور یہی بات کہتے رہیں گے کہ قیامت کب آئے گی، کیا ابھی قیامت نہیں آئی ہے، انتظار اس چیز کا ہو رہا ہے کہ قیامت آجائے؟ میرا خیال ہے جن لوگوں پر یہ گزری ہے، وزیر صاحب یہ مانیں گے کہ ان پر قیامت آہی چکی ہے اور ہم نے جو یہ اجلاس بلایا، یہ صرف کسی پہ تنقید کرنے کیلئے یا کسی کو مورد الزام ٹھہرانے کیلئے نہیں بلایا۔ جناب سپیکر، حکومت حکومت ہوتی ہے، میرے ایک معزز حکومتی بھائی نے اب سے کچھ دیر پہلے کہا کہ سٹیٹ کی ایک پاور ہوتی ہے، سٹیٹ کے پاس پاور ہوتی ہے، یقیناً ہمیں یہ یقین تھا کہ سٹیٹ اس پاور کا استعمال کرے گی، کوئی ایسی Strategy devise کی جائے گی جس کے تحت یہ جو بغداد والا واقعہ تو سن رکھا ہوگا کہ وہاں پر جنگ ہو رہی تھی اور اندر فیصلے ہو رہے تھے کہ یہ پرندہ حلال ہے کہ حرام ہے؟ آج ہم اس چیز کا احساس ہی نہیں کر پا رہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ پورے پاکستان میں جناب سپیکر، پورے پاکستان میں ایک قیامت آئی ہوئی ہے لیکن بالخصوص صوبہ خیبر پختونخوا میں تو اس قیامت نے

تقریباً تمام صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اب سے کچھ دیر بعد کیا ہونے والا ہے؟ جناب سپیکر، پچھلے اتوار کو جو چرچ پر حملہ ہوا، اس وقت میں کہیں باہر تھا لیکن شام کے وقت جب میں نے ٹی وی On کیا اور وہ قیامت خیز مناظر جو ٹی وی دکھا رہا تھا تو جناب سپیکر، غم اور تکلیف سے رونا آ گیا کہ آخر بے گناہوں کا کیا قصور ہے، بے گناہ کیوں مر رہے ہیں؟ اور وہ واقعہ ابھی مکمل طور پہ اپنے آثار نہیں مٹا سکا تھا کہ پھر جمعہ کو سیکرٹریٹ ملازمین کی بس پر دھماکہ ہو گیا۔ وہ واقعہ بھی ابھی گزرا نہیں تھا کہ جمعہ، سنڈے کو پھر پشاور شہر میں ہی ٹھیک اس چرچ سے کچھ فاصلے پر دوبارہ بے گناہ لوگوں پر دھماکہ کیا گیا۔ اب اس سے پہلے تو خودکش دھماکے ہوتے تھے، اب تک جو رپورٹ میں نے دیکھی ہے جناب سپیکر، اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ یہ Planted device تھا۔ جناب سپیکر، کل جب میرا اپنے گاؤں سے اسلام آباد کی طرف عازم سفر تھا تو بالکل ٹھیک یہاں اسمبلی کے باہر جو ناکہ لگا ہوا ہے، وہاں پہ میری گاڑی کو روکا گیا اور کہا گیا کہ آپ اپنا ٹرنک دکھائیں، اس میں کیا ہے؟ یقیناً میرے پاس سامان تھا، مجھے دو دن کیلئے جانا تھا، اس میں میرا بیگ بھی تھا اور دوسرے چیزیں بھی تھیں، Security personnel نے وہاں پہ روک کر اور اس دوران پیچھے پوری لائنیں لگ گئیں، اس کا ذکر کل بھی ہو چکا ہے لیکن میں نے یہ بہت اہم جانا کہ اس چیز کو اٹھایا جائے کہ ٹھیک اسمبلی کے گیٹ کے بالکل باہر ناکہ لگایا گیا ہے اور یہاں پر جس طریقے سے گاڑیوں کی چیکنگ ہوتی ہے، میرا تو خیال نہیں ہے کہ اس کے بعد اس شہر میں کوئی چیز لائی جا سکے جناب۔ جناب سپیکر، اب سے کچھ دیر پہلے کچھ ارکان نے اس طرف بھی اظہار خیال کیا کہ آخر کیا کیا جائے؟ جناب سپیکر، کل سے میں سن رہا ہوں، تمام سیکنڈری ایشوز پر بات ہو رہی ہے لیکن پرائمری ایشوز کو کسی نے ٹچ نہیں کیا، سب لوگ بتا رہے ہیں کہ ہسپتال میں کیا ہوا، کس نے کس کی مدد کی، کس نے کیا کی، وہاں پہ دوائیاں تھیں کہ نہیں تھیں؟ یقیناً ہم ایک غریب صوبے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے ہسپتال بھی اسی Capacity کے ہیں جس Capacity کا یہ صوبہ ہے لیکن جناب سپیکر، کیا ہم یہ بھی نہیں کر سکتے کہ ہم جو اپنے سیکورٹی کے ادارے ہیں، اس چیز کے بارے میں ان سے پوچھا جائے کہ جو مرکز ہے اس چیز کا، جہاں سے یہ چیز سفر کرتی ہے، جہاں سے یہ چیزیں آتی ہیں، اس سلسلے میں کیا کیا جا رہا ہے؟ جناب سپیکر، مجھے بڑا افسوس ہوا کہ کل اس صوبے کے چیف ایگزیکٹیو اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود انہوں نے اسمبلی سیشن میں شرکت نہیں کی اور ایک اور افسوس کی بات

یہ تھی کہ جب میں اس گیلری میں سے گزر رہا تھا تو اندر سے قہقہوں کی آواز آرہی تھی جو کہ یقیناً اس طرح کے موقع پر، اس طرح کے واقعہ کے بعد Expect نہیں کی جارہی تھی۔ جناب سپیکر، حکومت ماں باپ کی طرح ہوتی ہے، حکومت اپنے عوام کیلئے ایک سایہ ہوتی ہے، حکومت سے ہی آدمی التجاء کرتا ہے، ہمارے حکومتی ارکان بہت جلد جذباتی ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر، ابھی بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ لوگ جذباتی ہونے جارہے ہیں لیکن میرا مشورہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جذبات سے کام نہ لیں، صبر و تحمل سے اس چیز کو جو ذمہ داری ہمارے کندھوں پر آئی ہے، اس سے عہدہ برآ ہوں جناب سپیکر، یہ کہنا بہت آسان ہے کہ پچھلی حکومتوں میں ایسا ہو گیا۔ یقیناً جناب سپیکر، پچھلی حکومتوں میں ایسا ہوا ہوگا، کیا اب ہم اس سے جان چھڑا سکتے ہیں کہ پچھلی حکومت میں ایسا ہو گیا لہذا ہماری حکومت میں بھی ایسا ہوتا رہے گا؟ جناب سپیکر، اس طرح کی بات کچھ اچھی نہیں لگتی کیونکہ جو پچھلی حکومتوں میں ہوا ہے، اس کی وجہ سے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تبدیلی کے آثار کی طرف عوام نے توجہ کی تو امید تھی کہ وہ تبدیلی کے جو آثار ہیں، وہ نظر آنے چاہئیں۔ عموماً یہ بات کی جاتی ہے اسمبلی کے فلور پر کہ جی ہمیں صرف تین ماہ ہوئے ہیں یا ساڑھے تین ماہ ہوئے ہیں یا چار ماہ ہوئے ہیں، یقیناً میری طرف سے کبھی بھی ایسی خواہش کا اظہار نہ اب کیا جائے گا اور نہ بعد میں کہ میں یہ Expect کروں کہ تین ماہ میں آپ نے تمام چیزیں تبدیل کر کے رکھ دینی ہیں لیکن یہ Expectation اس صوبے کے عوام کو بھی ہے اور ہمیں بھی ہے کہ کچھ نہ کچھ آثار نظر آجانے چاہیئں، اگر کچھ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر، میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بات کا اور بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو کہ اسی سلسلے سے جڑی ہوئی ہے۔ پچھلے اجلاس میں میں نے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی جناب سپیکر، میرے ضلع ضلع لکی مروت میں امن و امان ایک لاحاصل مسئلہ بنتا جارہا ہے اور میں نے اس کا ذکر بھی کیا تھا کہ وہاں پر دن دیہاڑے مین شاہراہ پر، جسے انڈس ہائی وے اور N-55 بھی کہا جاتا ہے، اس شاہراہ پر دن دیہاڑے Security personnel کا یونیفارم پہنے ہوئے لوگ لوگوں کو لوٹ رہے ہیں، میرے معزز منسٹر صاحب نے مجھے یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ ان شاء اللہ وہ متعلقہ ڈی پی او سے اس چیز کے مداوے کیلئے کہیں گے اور وہاں پہ گشت بڑھایا جائے گا۔ افسوس کا مقام یہ ہے جناب سپیکر کہ جس واقعے کا میں نے ذکر کیا، اس کے ٹھیک چھ روز بعد میرے ہی گاؤں میں میرے گھر سے سو میٹر کے فاصلے پر دن دیہاڑے نہیں، رات کو

سوتے ہوئے لوگوں کو قتل کر دیا گیااور پولیس کا وہی بہانہ کہ ہم تلاش کریں گے، جناب سپیکر! افسوس ہوتا ہے کہ کیا اگر میں نے اس واقعے کا ذکر نہ کیا ہوتا تو شاید میرے گاؤں میں ایسا واقعہ نہ ہوتا، افسوس یہ ہے کہ کس کے پاس التجاء کریں، کس سے کہیں، کون ہماری باتوں کو سنے گا، کون ان کا مداوا کرے گا، کس سے کہا جائے ؟ اگر ڈی پی او سے کہا جائے تو وہ نفری نہ ہونے کا رونا روئے، اگر حکومت سے کہا جائے تو وہ کہے کہ ہمیں تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ جناب سپیکر، مجھے ایک بات کا احساس ہے کہ اس تمام معزز ایوان میں جتنے بھی اراکین بیٹھے ہیں، وہ تمام لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں اور ان کو عوام نے اسی لئے منتخب کیا ہے کہ وہ ان کی آواز حکومتی ایوانوں تک پہنچائیں گے۔ جناب سپیکر، میں یہ چاہوں گا ٹریژری بنچز سے کہ وہ اب کوئی ایسی Strategy کی طرف جائیں اور کوئی ایسی Strategy بنائیں، ہماری طرف سے جتنا بھی تعاون درکار ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں پیچھے نہیں پائیں گے۔ ہم تجاویز دے سکتے ہیں لیکن پھر وہی بات ہو گی، ابھی بھی حکومتی رکن کی طرف سے، ایک معزز رکن کی طرف سے کچھ دیر پہلے یہی بات کہی گئی کہ اپوزیشن نے ہوم ورک نہیں کیا اور تجاویز نہیں دے رہی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے جتنی پہلے تجاویز دی ہیں، ان پر اب تک کتنا عمل ہو چکا ہے جو اب ہم مزید تجاویز دیتے پھریں؟ جناب سپیکر، اگر تجاویز کی بات ہے تو اگر آپ کل اجلاس بلا رہے ہیں تو ہم تجاویز کے ساتھ آئیں گے لیکن پھر ہونا یہ چاہیئے کہ ان تجاویز پر عمل بھی ہو اور ان کو تنقید نہ سمجھا جائے اور ان کو اس زمرے میں نہ لیا جائے کہ یہ حکومت کے خلاف بات کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر، میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے عوام، مجھے معلوم ہے کہ میرے وزیر قانون صاحب کی کافی تعریف ہوئی اس میں، مجھے فخر ہے کہ ہمیں ایسے وزیر قانون میسر آئے ہیں، یقیناً یہ بہتری کی طرف لے کے جائیں گے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ انہوں نے جو بات کہی تھی پچھلی دفعہ اس فلور پر، وہ یقیناً انہوں نے آگے بھی بڑھائی ہو گی لیکن اس پر عمل نہیں ہوا، اس کے بارے میں اب یہ ضرور کچھ ذکر کریں گے۔ جناب سپیکر، میں چاہتا ہوں کہ جو تلخیاں کل سے اب تک اس اجلاس کے دوران، اس ایوان کے دوران رہیں، وہ اب کم ہو جائیں اور ہم سب ملکر، ہم سب ملکر جو سب سے اہم مسئلہ ہے دہشت گردی کا، جو سب سے اہم مسئلہ ہے اس جنگ کا، اس کو اجاگر کریں، اس کے بارے میں ایسی تجویز لے کر آئیں جو اس صوبے اور ملک کی بہتری کیلئے ہو۔ جناب سپیکر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منور خان سے گزارش ہے کہ دو منٹ میں کوشش کریں کہ اپنی مدعا پیش کریں۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تهینک یو، سر۔ یقینی خبره ده سرا! په دې باندې پوره تفصیلی بحث وشو چې دا کوم واقعات دا څو ورځې واقعات وشو، یقینی خبره ده په حکومت باندې پریشر هم دے او منسټران صاحبان څومره پریشر په ګورنمنټ باندې دا دومره پریشر هم په دې نورو، اسمبلی ممبران چې کوم دی، په هغوی باندې هغه هومره پریشر دے خو دوئ نه زما جناب سپیکر صاحب، دا توقعات دی بلکه د ټول اپوزیشن کسانو چې دلته راتګ، دې اسمبلی ته راتګ او په دې اسمبلی فلور باندې خبرې کول، هغه مقصد د ممبرانو قطعاً دا نه دے چې زه د لا د د یوسفزئی صاحب شخصیت باندې چرته اټیک وکړم، لا د جناب شاه فرمان صاحب په شخصیت باندې اټیک وکړوم صرف دا کسان چې کوم دلته راغلی دی او چې د کوم مقصد د پاره دا اجلاس راغوښتلے شوے دے، زه به دوئ ته ریکویسټ کوم چې په هغې باندې د دوئ هم غضه نه کوی، دوئ په حکومت کښې دی او چې د یو حکومت Responsible کس په دې طریقې سره بیا ما ته جواب راکوی نو جناب سپیکر صاحب، بیا اخر زه هم انسان یم، زه خو هم دا سوچ لرم چې یره په حکومتی منسټرانو کښې دومره برداشت نشته دے چې یو زما ورور، زما ملګرے، زما د پارټۍ کس چې کومې Polite طریقې سره کوم تقریر وکړلو او د جناب شاه فرمان صاحب نه کم از کم زما دا توقعات هم نه وو چې هغه به هم د شوکت یوسفزئی غوندې دې طریقې سره جواب ورکوی او که ستاسو د منسټرانو دا رویه وی نو زه نن په اسمبلی فلور باندې دا خبره کوم چې د اپوزیشن نه هم بیا تاسو دا توقعات مه ساتئ چې هغه به هم مونږ ته Polite طریقې سره خبرې کوی۔ زمونږ Expectations دومره دی، دې اسمبلۍ ته چې کوم ممبران راځی، یقینی د دوئ خبرې به اؤرئ، د هغوی جواب به هم قدرې په سنجیده طریقې سره، Polite طریقې سره راکوئ او که تاسو نه دا پوره هم نه وی او ته د بچو په شان زما په روغې خبرې باندې ته غصه کوې نو بیا د دې نه بهتره دا ده چې یره د دې مطلب دا شو چې تاسو له د دغه کسان، د هغوی د خبرو تا سره جواب نشته دے، ته هغه جواب نشې پیش کولے ځکه دې طریقې باندې ته زما یو ملګری ته د غصې طریقې سره جواب ورکوې۔ نه مونږ له ستاسو په

مسلمانئ کبنې شک شته چې تاسو مسلمانان نه یئ او نه مونږ تاسو باندې کلمې وایو چې تاسو به زمونږ مخکښې کلمې راته تیروئ خو چې کله د صوبې پارټیانې هم دا شک او دا تحفظات کوی چې یره بهئ ایډوکیټ جنرل باندې زمونږ تحفظات دی، دا شک دے په ده باندې نو که هغه بر سر عام دا خبره وکړی چې یره زه سنی مسلمان یم نو په دیکښې غلطه خبره کومه ده، په دیکښې بده خبره کومه ده او شاه فرمان صاحب په دې باندې غصه کیږی ولې؟ زما ورور دا خبرې کوی چې د جماعت اسلامی په دې باندې خپل تحفظات وو، دغه زه بار بار هم دا خبره درته کوم چې د بچو په شان رویه مه اختیار کوئ او چې کومه خبره نن عام په دې عوام کښې دا خبره کوی چې د بچو حکومت دے، هغه تاسو نن ثابتوئ، دا تاسو د خپلې غصې نه ثابتوئ چې واقعی د تحریک انصاف چې کوم کسان دلته راغلی دی، هغه د ماشومانو حکومت دے او د ماشومانو په لاس کښې چې حکومت ورکوې نو دغه شان غصې به کوی او دغسې خبرې به کوی۔ زه په اخره کښې دا مجلس هغه طرف ته نه بوځم، مونږ به ان شاء اللّٰه تعالیٰ د هر قسم کوآپریشن د دوئ سره کوؤ، تاسو مونږ ته خیر دے په غصې سره جواب راکړو خو زه بیا هم خپلو ملګروته دا خواست کوم چې-----

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: چې دوئ دا غصه کوی، مونږ به ان شاء اللّٰه تعالیٰ سینه بالکل تاسو ته----

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شکیل خان صاحب۔

جناب فریڈرک عظیم: د Compensation د پاره خبره وکړه چې حکومت اعلان کوی چې د متاثرینو د پاره څه وکړی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: هغه خیر پیکج خو به د حکومت خپل یو پروسیجر، طریقه ده، هغوی ته زما خیال دے ورکوی او په اخره کښې زه جناب سپیکر صاحب، د تاسو شاه فرمان صاحب او خاصکر جناب شوکت یوسفزئی صاحب ته دا دغه کوم چې لږ په خنده سره، لږ په هغه سره، د خلقو ستاسو نه توقعات دی او ان شاء اللّٰه تعالیٰ امید ساتو تاسو نه----

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ منور خان صاحب، پلیز شکریہ۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تھینک یو سر، تھینک یو سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکیل خان صاحب، جی۔

جناب شکیل احمد {معاون خصوصی (بہبود آبادی)}: ډیره مننه، جناب سپیکر صاحب۔ د موجوده سیشن چې کومه ایجنډا ده، زه انتهائی په افسوس سره چې پرون کوم سیشن وو، هغې کښې چې کومه طریقه وه، دا نن چې کوم ډ سکشن، ډیبیټ کیږی هغه اصل ایجنډا، اصل موضوع، په هغې باندې تجاویز په هغې چا خبره ونکړه۔ په چرچ چې کوم حمله شوې وه او د مسیحی برادرئ په سوؤنو بې ګناه انسانان چې هغې کښې شهیدان شوی دی، د سول سیکرټریټ د ملازمینو په بس چې کومه حمله شوې ده، په هغې کښې چې کوم بې ګناه انسانان شهیدان شوی دی، قصه خوانی بازار کښې چې کومه دهماکه شوې ده او اچینی بالا کښې چې کومه دهماکه شوې ده، په هغې چې مونږ هر څومره افسوس وکړو هغه کم دے۔ دا غیر انسانی فعل دے او د دهشت ګردو نه مذهب وی، نه مسلک وی او دا مسئله نه د نن مسئله ده، نه ده پرون مسئله ده بلکه د بد بختئ نه او د بده مرغه د دې شروعات چې شوی دی، په 1947ء کښې شوی دی، زه په هغه تفصیل او په هغه ډیټیل کښې تلل نه غواړم او بیا چې کله د امریکنی سامراج اثر و رسوخ دلته زیات شو، یو دور وو چې دلته د اصول او د نظریاتو په بنیاد به سیاست کیدو، مفتی صاحب خبرې وکړې، زه د هغې جواب هم نه ورکوم خو دا یو درخواست به کوم چې مفتی صاحب! دا وخت د دغې خبرو نه دے۔ جاوید هاشمی صاحب چې هر څه وئیلی دی، د هغې شاه فرمان جواب ورکړو، مونږ مسلمانان یو، زمونږ هم هغه هومره یقین، هغه عقیده ده کومه چې ستاسو ده خو د جمعیت علماء اسلام دا د دیوبند د علماء تسلسل، د هغوی تاریخ، د هغوی تاریخ د فرنګی سامراج خلاف، د مفتی محمود صاحب سیاست چې هغه د نظریاتو د اصولو په بنیاد وو، مونږ د دې خپل علماء صاحبانو نه دغې ممبرانو نه هم د هغې سیاست توقع ساتو۔ (تالیاں) جناب سپیکر، اصل مسئله چې ده، هغه Understand کول دی، اصل مسئله چې ده هغه په دې خطه کښې د امریکنی سامراج اثر و رسوخ او د هغې

مداخلت دے۔ یو دور وو چې سیاست د اصولو او د نظریاتو په بنیاد وو، د امریکنی سامراج د مخالفت په بنیاد وو، هغه وخت کښې د امریکنی سامراج دومره دخل مداخلت نه وو، ما د جمعیت علماء اسلام ذکر وکړو، زه د عوامی نیشنل پارټۍ ذکر هم کول غواړم، د خدائی خدمتګارو تحریک، د هغوی قربانۍ، د هغوی جدوجهد، د باچا خان فلسفه او د ولی خان بابا سیاست، هغه د Left سیاست وو، هغه د سامراج مخالفت، مخالف سیاست وو او داسې د پاکستان پیپلز پارټۍ سیاست چې وو، د بهټو صاحب سیاست چې وو، هغه د مظلومو طبقاتو سیاست وو، هغه د سوشلزم په بنیاد، د سرمایه دارۍ خلاف، د سرمائې د نظام خلاف، د استحصال د نظام خلاف، د جبر د نظام خلاف یو پوزیشن اخستے وو او د هغه هغه جرم وو چې امریکنی سامراج د هغه عدالتی قتل وکړو خو د بده مرغه د پاکستان اسټیبلشمنټ، سیاسی جماعتونو او سیاسی قیادتونو خپل کردار ادا نکړو او د ډالرو په لالچ کښې مونږټول ړانده شوی وو، بلکه نن حالات دې ته رسیدلی دی چې زمونږ خارجه پالیسی، زمونږ معاشی پالیسی، زمونږ داخله پالیسی د امریکنی سامراج او په اسلام آباد کښې چې کوم ایمبیسی ده د امریکې، د هغې د سفیر د مشاورت او د مرضۍ نه بغیر مونږ نشو جوړولې۔ یو طرف ته هغه ډرون اټیکس کوی، زمونږ قتل عام کوی، بل طرف ته د بد امنۍ دا مسئله هم د هغوی د وجې جوړه ده۔ د پوره دنیا نه ئے په 1978ء کښې چې کله د اشتراکی نظام خلاف امریکې یو پوزیشن واخستو، د جهاد یو تصور او یو کلچر ئے متعارف کړو، زما په خبرو که چا ته درد رسی، زه د هغې معذرت به هم کوم او د مداخلت (نه کولو) دا درخواست به کوم چې زه خپلې خبرې ختمې کړم، هغوی د بیا خپل جواب ورکړی۔ په هغه وخت کښې باچا خان بابا یوه خبره کړې وه چې دا د سنډاګانو جنګ دے او په دیکښې به چیندخان مری او نن هغه خبره لفظ به لفظ صحیح ثابتیږی۔ په 1983 کښې د ولی خان یو Statement وو چې دلته کله دهماکې کیدې او د هغوی بیان دا وو چې مونږ افغانستان ته بارود لیږو نو د هغوی نه څه توقع وساتو چې هغوی به مونږ ته دلته ګلدستې رالیږی، پاکستانی ریاست، مونږ له خپله خارجه پالیسئ بدلول دی۔ مونږ له په ګاؤنډی هیوادونو کښې مداخلت ختمول دی، مونږ له په افغانستان کښې مداخلت ختمول

دی، مونږ له په هندوستان کښې مداخلت ختمول دی، مونږ له په ایران کښې مداخلت ختمول دی، (تالیاں) مونږ له خپلې داخلی پالیسو باندې نظر ثانی کول دی، مونږ له خپلې معاشی پالیسئ او ټولې پالیسئ چې دی، هغه د امریکنی سامراج په ځائې د دې ځائې د غریب اولس، د مظلوم اولس د خواهشاتو او د هغوی د مفاداتو په بنیاد باندې جوړول دی۔ جناب سپیکر، که دلته د بې روزګارئ مسئله ده، که دلته د دهشت ګردئ مسئله ده، که دلته نا علاجئ مسئله ده، که دلته د امن و امان مسئله ده، دا یواځې د پاکستان تحریک انصاف مسئله نه ده، دا یواځې د صوبې د حکومت مسئله نه ده، دا د ټول ملک مسئله ده، دا د ټول خیبر پختونخوا مسئله ده، دا د دو کروړ تیس لاکه په دې صوبه کښې چې کوم انسانان اوسی، د هغوی د ټولو مسئله ده۔ مونږ د اپوزیشن د ورونړو نه دا تعاون، دا درخواست ورته کوؤ چې دا یواځې د حکومت د وس خبره هم نه ده، دا مسئلې زمونږ مشترکه دی، دا جنګ زمونږ شریک دے، د دې جنګ نه د وتلو د پاره به مشترکه لائحه عمل جوړوؤ، د هغې د پاره تجاویزو خبره کیږی، پکار ده چې ستاسو طرف نه هم تجاویز راشی، پکار ده چې د حکومت د طرف نه هم تجاویز راشی، مونږ سیاست به کوؤ څنګه چې مشتاق غنی صاحب وختی خبره وکړله، د هغې به موقع راځی خو نن په لاشونو باندې، د بې ګناه انسانانو په وینو باندې سیاست کولو وخت نه دے او څنګه چې مشهور انقلابی نظریه دان اینجلس وائی چې دا سوال اهم نه دے چې د مرګ نه پس ژوند شته او که نشته، اصل سوال دا دے چې د مرګ نه مخکښې مونږ ته د ژوند تیرولو حق حاصل دے او که نه دے حاصل؟ نن د ملک وسائل، د ملک اختیار چې دے، هغه د پینځه فیصده حکمرانانو په لاسو کښې دے------

(عشاء کی اذان)

معاون خصوصی (بہبود آبادی): جناب سپیکر! د ملک وسائل، د ملک معیشت، د ملک دولت، د ملک اختیار د شپږ شپیتو کالو نه د پینځه فیصده حکمران طبقاتو په لاس کښې دے، د جرنیلانو په لاس کښې دے، د بیوروکریسی په لاس کښې دے، د وزیرانو په لاس کښې دے، د Politicians په لاس کښې دے، د پاکستان تحریک انصاف خیبر پختونخوا حکومت په وړمبی ځل د دغې Status quo د

ماتولو، شلیدلو فیصله کړې ده، د هغې د ختمولو فیصله ئے کړې ده نو زما به د اپوزیشن دې مشرانو ته، دې ورونړو ته دغه درخواست وی چې په دې جنګ کښې د حکومت سره مرسته وکړئ، تعاون وکړئ۔ ډیره مننه، ډیره مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈم آمنہ سردار صاحبہ، پلیز۔

محترمہ آمنہ سردار: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آخر کار مجھے بھی بولنے کا موقع مل گیا، بہر حال سب سے پہلے میں پشاور میں ہونے والے تینوں دھماکوں کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور مسیحی برادری کے ساتھ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانب سے یکجہتی کا اظہار کرتی ہوں کہ ہم ہر حال اور ہر موقع پر ان کے ساتھ ہیں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک کی رحمت سے اس خطے میں امن و امان قائم ہو۔ جناب سپیکر، چونکہ یہ یک نکاتی ایجنڈا تھا اور اس پر صرف اسی موقع پر بات ہونی تھی لیکن میں Rule 124 اور 240 کے تحت ایک قرارداد پیش کرنا چاہ رہی ہوں، میں بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا۔۔۔۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسرار گنڈاپور صاحب، پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر، میری یہ گزارش ہے کہ ایک متفقہ قرارداد پورا ہاؤس لانا چاہتا ہے تو اس کیلئے جب ہم باقاعدہ یہ Rule suspend کریں گے تو اس قرارداد میں آپ کا نام بھی ڈال دیں گے کیونکہ فی الحال جو ہے، ابھی وائنڈ اپ سپیچ بھی کرنی ہے تو اگر آپ کوئی مثبت تجاویز یا کوئی بات کرنا چاہتی ہیں، وہ Continue کر لیں لیکن Rule ہم آخر میں ایک بار Suspend کریں گے۔

محترمہ آمنہ سردار: ٹھیک ہے جی، بہت شکریہ۔ جی ٹھیک ہے، بہت شکریہ۔ تو بہر حال میں اس بات پہ یہی اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہوں گی کہ ہم سب کو انتہائی تکلیف ہوئی ہے یہ سن کر کہ ہمارے چرچ میں جو دھماکہ ہوا، ہمارے بہن بھائی، ہماری مسجدوں میں تو دھماکے ہوتے تھے اور اس میں ہمارے ظاہر ہے نمازی جو ہوتے تھے، وہاں پہ شہید ہوتے رہے ہیں لیکن اس میں تکلیف دہ بات یہ بھی تھی ساتھ کہ یہاں پر خواتین بھی عبادت کر رہی ہوتی ہیں اور وہ ایک بڑی تکلیف دہ بات تھی کہ ان کی بھی شہادت ہوئی اور جناب سپیکر، میں یہی کہنا چاہوں گی کہ ہم ہر موقع پر ان کے ساتھ ہیں اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ جناب اسرار گنڈاپور صاحب، پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر، میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ جتنی بھی Exercise ہوئی ہے، اس میں اکثریت طور پر اپوزیشن کے ہمارے بھائیوں نے حصہ لیا ہے، گورنمنٹ کی طرف سے بھی چند افراد نے اس میں حصہ لیا ہے تو اگر ہاؤس میں یہ Consensus ہو کیونکہ ہمارے پریس کے یہ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی اپنی نیوز بھی بنانی ہو گی، اگر ان کا کوئی آدھ رکن تقریر، اگر نہیں ہے تو پھر جو پولیس کی طرف سے یا ہوم کی طرف سے کچھ Facts and figures ہیں، وہ مجھے اجازت دیں، میں ایوان میں پیش کرتا ہوں ان کی تسلی کیلئے۔ (جناب سردار حسین، رکن اسمبلی سے) آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سردار حسین: شکریہ، سپیکر صاحب۔ زما یقین دا دے چې اسرار خان به بیا د حکومت د طرف نه ظاهره خبره ده دا دوه ورځې چې کوم د سکشن وشو، وائنډ اپ به کوی۔ ما خپله خبره ډیره په تفصیل باندې کړې ده او په هغې باندې خبره هم کول نه غواړم بهرحال په دې ټول د سکشن باندې خو بعضې ممبرانو هم خپل اعتراضات وکړل، زما خپل خیال دا دے سپیکر صاحب! چې دا ډیر اهم د سکشن وشو بهر حال د هر چا، ہر ایک کی اپنی اپنی نظر تھی اور اپنی اپنی سوچ تھی، اپنی اپنی پارٹیوں کی پالیسی انہوں نے یہاں پہ آ کے ہاؤس کے سامنے رکھ دی ہے اور میرے خیال میں نہ صرف اسی ہاؤس میں اسی اہم مسئلے کی نوعیت اور اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے نمائندگی کی ہے بلکہ سارے صوبے کے عوام کی نمائندگی کی ہے لیکن آج مجھے عجیب لگ رہا ہے کہ ایک انتہائی اہم مسئلے پہ جو Concluding ہو کے جا رہا ہے، یہاں پہ چیف ایگزیکیٹو صاحب جو ہیں، وہ موجود نہیں ہیں، اتحادی جماعت کے جو ہمارے سینیئر منسٹر ہیں، بہت بڑی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں، وہ یہاں پہ موجود نہیں ہیں۔ جو ہماری تیسری پارٹی ہے اتحادی حکومت میں، وہ یہاں پہ موجود نہیں ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر اسی طرف سے اگر یہ بات آئے گی کہ پھر بھی پولیٹیکل سکورنگ ہو گی، پوائنٹ سکورنگ ہو گی، مجھے عجیب لگ رہا ہے، مجھے عجیب اسی لئے بھی لگ رہا ہے کہ جو ہم نے سوالات کئے تھے، مجھے یقین بھی ہے کہ جو ہمارے بھائی ہیں، اسرار اللہ گنڈاپور صاحب، Definitely وہ ہمیں فگرز بھی دیں گے جو واقعات ہوئے ہیں، میں اسلئے یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پوری پوری کوشش کی تھی کہ Precise بات کریں، Concrete بات کریں، To the point بات کر

لیں، Focused بات کر لیں لیکن حکومت کی طرف سے، اور پھر انتہائی اہم موضوع پہ اگر آج Presence کی یہ حال ہے، آج تو پورے صوبے کے جو عوام ہیں، وہ منتظر تھے کہ آج ہمارے چیف ایگزیکیٹو صاحب جو ہیں، چار مہینے ہو گئے ہیں، اسی اہم مسئلے پہ حکومت کی جو پالیسی ہے، وہ کیا ہے؟ ان کی زبانی سننا چاہ رہے تھے پھر Plus اتحادی جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز کی زبانی وہ جاننا چاہ رہے تھے کہ حکومت کی طرف سے دفاتر کے جو مطالبات ہو رہے ہیں، آیا ساری الائیڈ فورسز جو ہیں، وہ ایک نکتے پہ مطلب متفق ہیں، متفق نہیں ہیں؟ تو میں ایک دفعہ پھر کہ مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے ان کی غیر موجودگی کا، بہر حال اسرار اللہ خان صاحب کوشش کریں گے کہ وہ ہمیں جواب دیں گے۔ تھینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترم اسرار گنڈاپور صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: تھینک یو، سر۔ سر، میں مشکور ہوں اور اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس جانب حکومت کی بھی توجہ دلائی اور کوشش یہ کی کہ اس میں جتنی بھی مثبت تجاویز ہوں، وہ سامنے آسکیں۔ سر، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ ریکوزیشن پر جو اجلاس ہے، گزشتہ پوری اسمبلی میں ریکوزیشن پر کوئی اجلاس نہیں تھا اور یہ اپوزیشن کی ایک اچھی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک اچھی کوشش ہے کہ پانچ سال میں ریکوزیشن پر اجلاس نہیں تھا، ہمیشہ گورنمنٹ نے ہی بلایا تھا اور یہ نہیں تھا کہ اس وقت اپوزیشن کی اتنی تعداد نہیں تھی لیکن اپوزیشن متفق نہیں ہو پا رہی تھی، تو یہ انہوں نے میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا عملی اقدام اٹھایا ہے اور ان کے اس اقدام سے یقیناً سر، گورنمنٹ بھی Accountable feel کرے گی اور یہ جو گورنمنٹ کا Response ہو گا ان شاء اللہ، اس میں وقتاً فوقتاً بہتری آئے گی اور ہم بھی یہ کوشش کریں گے کہ جو توجہ طلب مسائل ہیں، وہ ان باتوں سے ماوراء کہ آیا ہمیں ورثے میں ملے ہیں یا یہ جو ایک سلسلہ چل پڑا ہے، اس کے متعلق گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟ میں سر، صرف ان پوائنٹس کا جو کہ اس ہاؤس میں مختلف ممبران نے خاصکر پارلیمانی لیڈرز نے اٹھائے اور اس سلسلے میں آج ہوم اور پولیس کے جو حکام تھے، ان سے بھی میں نے بات چیت کی اور میں نے سر کوشش یہ کی کہ لگی لپٹی رکھے بغیر کوشش یہ ہو سر کہ یہ معزز ایوان ہے، اگر یہاں پہ کوئی آتے ہیں اور کوشش یہ کرتے ہیں کہ عوامی مسائل اجاگر ہوں تو ان کا مقصد ان کا حل ڈھونڈنا ہے اور وہ اگر آپ کی بائیں جانب ہوں یا دائیں جانب ہوں، وہ اس معزز ایوان کا

حصہ ہیں اور ان کی کوشش کو یقیناً ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس میں سر، مسئلہ جو، پوائنٹ وائز میں اس پہ آؤں گا، لاء اینڈ آرڈر یقیناً پراونشل سبجیکٹ ہے اور پراونشل گورنمنٹ اپنی ذمہ داری محسوس کرتی ہے اور اس میں کوئی دو رائے ہو ہی نہیں سکتیں کہ لاء اینڈ آرڈر فیڈرل کا مسئلہ ہے لیکن سر، ہماری جو Law Enforcement Agencies ہیں، ان کی جو Capacity ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی استعداد سے زیادہ کر رہے ہیں، آپ ان کے Weapons بھی دیکھیں سر، وہ پیرا ملٹری فورسز باہر کے ملکوں میں جو اسلحہ استعمال کرتی ہیں، ہماری Law Enforcement Agencies وہی استعمال کرتی ہیں اور جس طریقے سے وہ مقابلہ کر رہی ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان شاءاللہ گورنمنٹ اپنی ذمہ داریوں سے کبھی بھی غافل نہیں رہے گی اور ان کی استعداد بڑھانے کیلئے گزشتہ گورنمنٹوں نے جو کیا ہے اور ہم بھی اس میں مزید بہتری لائیں گے لیکن سر، ہم یہ بھی کوشش کریں گے کہ ہم ان کو Accountable بھی بنائیں۔ 2002-03 میں جو اس وقت کی صوبائی حکومت تھی، ایم ایم اے کی تھی اور اس وقت جو Facts and figure تھے، کوئی 27 ہزار کے قریب پولیس افسران تھے، آج یہ جو تعداد ہے تقریباً 70 ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ گزشتہ حکومت میں ان کی استعداد تو بڑھائی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کو جو مینڈیٹ ملا ہے اور اس گورنمنٹ کی جو کوشش ہے کہ جہاں وہ مراعات دیگی، اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کوشش کرے گی کہ ان کو ہم Accountable بھی بنائیں اور ان کی استعداد کے ساتھ سر ہمیں جو مسائل پیش آرہے ہیں، وہ پولیس آرڈر 2002 ہے، اس میں پولیس کا جو ایک طریقہ کار ہے، وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ جو ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ کیساتھ ان کا Liaison اور ان کی جو کوآرڈینیشن ہے، اس میں کافی Legal lacunas ہیں اور اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے کچھ سفارشات بھی مرتب کی ہیں اور یہ سفارشات سر، ان شاءاللہ کابینہ میں بھی آئیں گی اور ہم اس پہ لگے ہوئے ہیں، کوشش یہی ہے کہ اس کو More and more accountable بنانے کیلئے اگر لاکھوں کی کہیں Payment کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جو سویلین کنٹرول ہے، اس کے نیچے وہ آئیں اور یہاں پر Accountable ہوں اور ہماری یہ کوشش ہو گی سر کہ اس میں اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی مثبت سفارشات ہوں گی، جب بھی وہ ہوں گی تو انشاءاللہ ہم ان سے بھی اس میں سفارشات لینگے۔ اس کے علاوہ سر، اس اٹیک کے حوالے سے

بات ہوئی، مفتی جانان صاحب نے غالباً یہ بات کی تھی کہ 19 تاریخ کا کوئی اخبار اس کے پاس تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ اس میں یہ چیز پہلے سے آئی تھی کہ یہ اٹیک ہونے جارہا ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ سے جو میری اس سلسلے میں بات ہوئی تو ان کا کہنا تھا کہ ہمیں Intercepts ملتے ہیں اور وہ Intercepts کبھی ایسا ہوتا ہے کہ Within 24 hours کوئی نہ کوئی معاملہ ہو جاتا ہے، ان Intercepts کی بنیاد پر ہم یہ تو کوشش کر لیتے ہیں کہ General vigilance کا ایک آرڈر سب کو دے دیتے ہیں لیکن اس میں سر، ہمیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ Intercepts جب ہمارے پاس آ گئے ہیں، یہ کہاں پہ جا کے کارروائی ہو سکتی ہے تو جو جنرل انسٹرکشنز تھیں، وہ اس وقت اس Intercept کی بنیاد پر ہم نے جاری کی تھیں لیکن یہ کوئی Specific target اور اس چرچ کے متعلق ایسی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ Intercept کی بنیاد تک اگر کوئی اخبار نے ایشو لگایا ہے لیکن اس کے بعد بھی جو ان کے Standing operating procedures ہیں، اس کے حوالے سے انہوں نے ہدایات جاری کی تھیں اور ان کا یہ کہنا ہے کہ گیارہ چرچز ہیں اور ان گیارہ چرچز میں عبادات Mostly Sunday کو ہوتی ہیں لیکن دو تین چرچ ایسے ہیں کہ جس میں منگل کو بھی، مجھے Correct کرینگے کہ وہاں منگل کو بھی عبادات ہوتی ہیں اور چونکہ جو ہمارا ایک عام طریقہ کار ہے، وہ ایک تین یا ایک چار کی نفری ہم ان کو تعینات کر کے دے دیتے ہیں اور اس نفری کے تحت یہ کہنا ٹھیک نہیں ہوگا کہ وہاں پر کوئی تھا ہی نہیں۔ جس پولیس آفیسرز کی شہادت ہوئی ہے تو وہ موقع پر موجود تھے لیکن وہ ایک General intercept تھا اور اس کی وجہ سے جو یہ سانحہ ہو گیا ہے، یقیناً اس پہ گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے اور ہم ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں اور میں تو یقیناً سر جس وقت یہ باتیں کر رہے تھے، یہ ان کی پہلی تقریر تھی لیکن میں ان سے بڑا متاثر ہوا کیونکہ جس انداز میں انہوں نے اپنی برادری کی ترجمانی کی ہے اور جس انداز میں انہوں نے اپنے فرقے کے مسیحی بھائیوں کی ترجمانی کی ہے تو بطور نئے Legislator میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بہت اچھی کاوش تھی اور میں پر امید ہوں کہ ان شاء اللہ آگے بھی یہ ہماری نشاندہی کرینگے اور ہماری بھی یہ کوشش ہوگی کہ ان کے دکھوں کا مداوا کر سکیں۔ اس کے علاوہ سر، یہاں پر غالباً محمد علی شاہ صاحب تھے، وہ اس وقت نہیں ہیں، سر لنکن مثال انہوں نے دی تھی کہ انہوں نے ایک Resolve show کیا تھا اور وہ Resolve یہ تھا کہ وہ دہشت گردی سے

لڑے۔ ان کا دہشت گردی سے لڑنے کا سر، اگر آپ پیریڈ دیکھیں تو وہ تقریباً کوئی 25 سال تھا، خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ ہماری یہ جو جنگ ہے، یہ بھی اس حد تک چلی جائے کیونکہ جہاں پر بھی یہ ہوتی ہے، اس میں Downward trend اور ایک Upward trend بھی آتا ہے اور یہ اس پہ سٹڈیز موجود ہیں تو وہ اگر دہشت گردی ختم ہوئی، تقریباً ایسا سمجھ لیں کہ ان کی 31 سال کے عرصہ پر محیط دہشت گردی تھی اور ہمارا تو ایسا سمجھ لیں کہ ایک دہائی ہونے کو آرہی ہے اور اس میں بھی جو نقصانات ہوگئے ہیں، وہ سب کے سامنے ہیں لیکن اس کے جو Geographical یا International implications ہیں، وہ بھی آپ اور ہم جانتے ہیں اور آگے 2014 آرہا ہے تو یقیناً خطے پہ اس کے بھی اثرات آئیں گے اور ہماری یہ دعا ہے کہ جتنی ہماری استطاعت ہو، ہم اپنی قوم اور ملک کی اس میں صحیح خدمت کر سکیں۔ میں سر، بالکل یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے جو اپوزیشن کے بھائی ہیں، پوائنٹ سکورنگ کیلئے یہ باتیں نہیں کرتے، یقیناً وہ ہمارے لئے نشاندہی کرتے ہیں اور اگر ہم میں سے، وزراء میں سے یا ہم ممبران میں سے، گورنمنٹ پارٹی سے کوئی اس پہ ناراض ہوتا ہے تو ہمیں اپنا دل بڑا رکھنا ہوگا کیونکہ گورنمنٹ (تالیاں) گورنمنٹ کو دل بڑا رکھنا پڑتا ہے، انہی ڈسکوں پر جب اس وقت کی گورنمنٹیں ہوتی تھیں اور جس حد تک ہم چلے جاتے تھے تو یہ سر، ہمیشہ گورنمنٹ کو، ہمیں برداشت کا وہ جو رویہ ہے، وہ اپنانا ہوگا اور ان شاءاللہ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ان کے جو گلے شکوے ہیں، وہ نہ رہیں اور یہ بھی ہمارے لئے ویسے ہی قابل عزت ہیں، ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور اس ایوان کا حصہ ہیں۔ میں سر، یہ بھی کہنا چاہونگا کہ جو امدادی پیکج ہے جو ماضی کی حکومتیں تھیں، انہوں نے بھی اس حوالے سے اقدامات اٹھائے اور وقتاً فوقتاً اس میں Increase کیا، ہم اس سلسلے میں یہ کر رہے ہیں کہ اس کو باقاعدہ ایک قانون کی شکل دے رہے ہیں اور اس سلسلے میں جو مسودہ قانون ہے، وہ لاء ڈیپارٹمنٹ کو ہوم ڈیپارٹمنٹ نے دیدیا ہے کیونکہ جیسے ہمارے بھائی عسکر پرویز نے بات کی یا بعض ہمارے باقی ایم پی ایز نے اس میں بات کی کہ Timely action نہیں ہوتا، پیسے نہیں ملتے، جو موجودہ ہے سر، وہ ایک Circular کے ذریعے ہے اور وہ ہے کہ فنانس نے اس سال بھی تقریباً کوئی 30 کروڑ کی جو گرانٹ ہے، وہ دی ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ کی Disposal پر ہے اور یہ ایک Revolving fund ہے اور یہ Revolving fund جو ہے، وہ جیسے اس میں 30 کروڑ سے کمی آجائے تو یہ وہ

Revolving fundان کو پورا کر کے دیتے ہیں اور اس موجودہ سکیم کے تحت یہ پھر ڈسٹرکٹ کمشنرز جو ہوتے ہیں، کمشنر کو ریلیز کرتے ہیں۔ کمشنر صاحب نے، جب یہ واقعہ ہوا تو تقریباً کوئی چھ کروڑ کی ڈیمانڈ ہوئی تھی اور وہ چھ کروڑ کی جو ڈیمانڈ تھی، وہ ان کو پوری کر کے دیدی گئی لیکن یہ جو ڈیمانڈ ہے، اس کا اپنا جو ہے، چونکہ یہاں پر بات ہوئی کہ جو Deadہیں، ان کی تعداد ان سے زیادہ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ جو انہوں نے کہا ہے، وہ غلط ہے لیکن جو گورنمنٹ کا ایک Existing procedureہے، وہ یہ ہے کہ اگر کوئی سانحہ ہو جاتا ہے تو اس کا ایم ایس جو ہوتا ہے، وہ باقاعدہ Verifyکرتا ہے۔ بعض اوقات یہ ہو جاتا ہے، خدانہ کرے جو Minorsہوتے ہیں، تقریباً ان کے جو اعضاء ہوتے ہیں، مطلب کافی تکلیف دہ بات ہے، وہ بکھر جاتے ہیں اور اس قسم کی اموات کا تعین کرنے کیلئے پھر ایک Scrutiny committee ہوتی ہے اور وہ Scrutiny committee جو ہوتی ہے، اس میں ریونیو کے بھی Officialcہوتے ہیں، ایڈمنسٹریشن کے بھی ہوتے ہیں اور اگر یہ چاہیں تو ہم ان کے نام بھی اس میں Propose کر سکتے ہیں اور یہ اس Verification کے پراسیس کو، کیونکہ انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی کہ ان کی برادری کی طرف سے ہمیں تقریباً کوئی 133 افراد کے نام موصول ہو چکے ہیں اور ہم ان شاءاللہ ان کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ جتنے بھی ہونگے جو اس سانحے کا شکار ہوئے ہیں، اگر ان کو حکومت کی طرف سے امداد نہیں ملی تو حکومت ان کو امداد دینے سے انکاری نہیں ہے لیکن ایک ہے اور اس کو جتنا بھی Expediteہم کر سکتے ہیں ان شاءاللہ کوشش کرینگے اور ساتھ ہی ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ ہم ان سے بھی اس میں Input لیں۔ اس سلسلے میں مزید گورنمنٹ یہ کر رہی ہے کہ جو تین لاکھ پیکج تھا Initially، وزیراعلیٰ صاحب کے پاس سمری گئی ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں ہدایات بھی کی ہیں، ہمارے شوکت یوسفزئی صاحب نے بھی غالباً کل اس کا ذکر کیا تھا کہ اس کو ہم بڑھا کے پانچ لاکھ کر رہے ہیں، جب یہ ان شاءاللہ پانچ لاکھ ہوگا تو وہ بھی ان کی فلاح کیلئے استعمال ہونگے، ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ جو رقوم ہیں، اس سے ان کے دکھوں کا مداوا ہو سکتا ہے، یہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک کوشش ہے لیکن سر، ہماری یہ کوشش ہے کہ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو بل آئے گا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ War on terror جو ہے، اس کا ون پرسنٹ NFC pool سے ہمیں ملتا ہے۔ سر، یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ جب سے یہ فنڈ ہمیں ملتا ہے، اس میں Police

officials کو مل رہا ہے، اس میں شہداء کو مل رہا ہے No doubt کہ وہ اس سوسائٹی کا حصہ ہیں اور وہ اس جنگ میں ہمارے لئے وہ جو پہلا راستہ روکتے ہیں، یہ روکتے ہیں لیکن At the same time, Sir جو بازاروں میں مرتے ہیں، جو گلیوں میں مرتے ہیں جن کے ساتھ یہ حادثات ہوتے ہیں، ان کیلئے میرے خیال میں اب تک کسی نے اس انداز میں نہیں سوچا اور یہ جو War on terror کا ون پرسنٹ جو کہ Billions میں پیسے آئے، ان Billions of money سے یہ عام لوگوں کو صرف تین لاکھ دیئے گئے یا اس میں جو Serious injured تھے، ان کو دیئے گئے یا اس میں کوئی Rehabilitation کا پراسیس نہیں ہے، جب یہ ایکٹ آئے گا تو اس ایکٹ کے ذریعے، یہ جو شبقدر کا واقعہ ہے، ایک خاندان سے 18 افراد چلے جائیں، اس کی Rehabilitation کا کوئی پراسیس موجودہ وقت میں نہیں ہے تو ہماری سر، اس میں یہ کوشش ہے کہ ان کی ایجوکیشن اور ان کی ہیلتھ کیلئے بھی اس میں اقدامات کئے جائیں اور وہ ایکٹ جو ہے، ان شاءاللہ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ اس کو جلد از جلد اس اسمبلی سے ہم پاس کروائیں۔ اس کے علاوہ سر، یہ۔۔۔۔۔

ایک رکن: وہ ایکٹ اس وقت۔۔۔۔۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: نہیں، اس میں سر چونکہ مسودہ وہ آیا ہے اور اس کے بعد اس کی کابینہ کو بھی بریفنگ ہوگی اور اس کے جو Financial implications ہیں لیکن سر ان شاءاللہ میں یہ اس ہاؤس کو یقین دہانی کرادوں کہ اس میں ذاتی طور پر بھی میں کوشش کر رہا ہوں کیونکہ گزشتہ اسمبلی میں میں نے As a Private Member Bill وہ ٹیبل کیا تھا لیکن اس وقت وہ نہ ہو سکا، جو بھی وجوہات تھیں اور۔۔۔۔۔

جناب فریڈرک عظیم: وہ ایک بچی جس کو PIMS بھیجا گیا تھا، اس کی Death ہوگئی۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: جو بھی ہے، ہم یقیناً سمجھتے ہیں سر کہ یہ ہمارے لئے ایک Eye opener ہے اور ان شاءاللہ ہماری یہ کوشش ہے کہ ان کے دکھوں کا ہم مداوا کریں۔ اس کے علاوہ سر جو باقی واقعات ہوئے ہیں، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ہماری ان شہداء کیلئے دعائیں ہیں لیکن سر، ساتھ میں یہ بات بھی کروں کہ ان اقدامات کے ساتھ ساتھ آئی جی صاحب سے میں نے یہ بھی بات کی کہ جس طریقے سے کابینہ کو

بریفنگ دی جاسکتی ہے، جس طریقے سے وزراء بیٹھ سکتے ہیں تو یہ معزز ایوان جو ہے، یہ بھی حق رکھتا ہے کہ اس کے ممبران بھی Facts and figures جانیں اور ان سے میں نے بات کی تو انہوں نے مجھے یہ کہا کہ چونکہ میرا چوتھا دن ہے اور اس بیچ میں اتنے واقعات ہو گئے ہیں تو میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ Subsequently جس وقت بھی ان کو ضرورت ہو گی، ہم ان کیلئے ایک 'ان کیمرہ' بریفنگ بھی Arrange کر سکتے ہیں جس میں جو پارلیمانی لیڈرز ہوں یا جن افراد کو یہ ضروری سمجھیں اور یہ جو اس کے محرکات ہیں یا جس طریقے سے اس میں تیزی آئی ہے اور اس کے علاوہ سر، ہم نے جو ٹاسک فورس کا قیام عمل میں لایا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں سر، یہ بھی گورنمنٹ کی ایک کوشش ہے اور وہ اس طریقے سے ہے، اگرچہ اس سلسلے میں اخبارات میں آچکا ہے لیکن اس کے TOR میں ہاؤس کے ساتھ شیئر اس وجہ سے کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک جامع پروگرام بنانا چاہتے ہیں کہ اس میں اینٹلی جنس کی بھی ایک دوسرے کے ساتھ شیئرنگ ہو اور کوشش یہ ہو کہ انہوں نے پی ٹی آئی کی جو پالیسی ہے ٹائم لائن کی، اس کو تین اکتوبر کا ٹائم دیا ہے، تین اکتوبر تک انہوں نے اپنی سفارشات دینا ہونگی۔ اس سے پہلے ایم آئی، آئی ایس آئی، آئی بی یا باقی جتنی بھی، ہماری سپیشل برانچ ہے، یہ ادارے ایک ٹیبل پر نہیں بیٹھتے تھے تو یہ ٹاسک فورس کے ذریعے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ کمشنر کی سربراہی میں یہ کمیٹی ہو اور اس میں پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ ساتھ یہ باقی جتنے بھی ادارے ہیں، یہ بھی بیٹھیں گے اور پھر یہ Identify کرینگے کہ جس طریقے سے اس ہاؤس میں نشاندہی ہوئی کہ یہاں پر بھتہ خوری کے حوالے سے یا جو باقی جرائم ہیں جو کہ Purely لاء اینڈ آرڈر کے ایشوز ہیں اور اس میں کس طریقے سے Improvement آسکتی ہے؟ تو ان شاءاللہ ہاؤس میں ٹائم لائن ہے، وہ تین اکتوبر تک ان کو دی جاچکی ہے اور اس کے بعد وہ اپنی سفارشات مرتب کر کے دینگے۔ میں سر، یہ سمجھتا ہوں کہ جن ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا اور جنہوں نے گھنٹوں انتظار کیا اور جو اس میں بات کرنے سے قاصر رہے، وہ سب جو ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ عملی طور پر انہوں نے یہاں پر بیٹھ کر اس کوشش میں حصہ لیا ہے اور میں سر، یہ سمجھتا ہوں کہ ان شاءاللہ وقتاً فوقتاً ہم ان کی سفارشات سے استفادہ بھی کرینگے، جو بھی مثبت تجاویز ہیں ان شاءاللہ ہم ان کو ویلکم بھی کرتے ہیں اور ہماری سر، یہ کوشش ہے کہ یہ جو جمہوری سسٹم ہے، اس میں ہم جتنی بھی بہتری لاسکیں اور کوشش یہ کرینگے کہ اپوزیشن کی بنچز پر بیٹھ کر جو

10 سال تک ہم تقریریں کرتے رہے، یہ نہ ہو کہ آج ہماری کرسیاں چینج ہو گئی ہیں تو ہماری سوچ چینج نہ ہو، ہمارے رویے چینج نہ ہوں اور ہماری یہ کوشش ہو کہ اس ایوان کو ہم وہ وزن دیں، اگر گورنمنٹ اس کو وزن نہیں دیگی تو بیوروکریسی کیا وزن دیگی ؟ اگر گورنمنٹ اس ایوان کو وقعت نہیں دیگی تو باہر اس کی کیا قدر ہو گی ؟ یہ ایوان ہے، یہ ایوان مضبوط ہو گا تو ہم سب کی عزت ہو گی۔ ان الفاظ کے ساتھ ساتھ کہ اگر کسی کا کوئی جامع پوائنٹ مجھ سے اس میں رہ بھی گیا ہے تو ان شاءاللہ ہم اس کا بھی احاطہ کرینگے۔ نور سلیم صاحب کا جو گلہ تھا، میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ میں ان شاءاللہ اس سلسلے میں دوبارہ ان کو ہدایات بھی جاری کرونگا اور اس کے متعلق ان شاءاللہ پوچھونگا، وہ آپ سے رابطہ کریں گے۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب! اس میں ممبران صاحبان بھی۔۔۔۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: نہیں، وہ تو میں نے یہ کہا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں ذرا فی الحال ٹائم چاہیئے کیونکہ صرف چار دن ہوئے ہیں، ذرا مجھے ٹائم دیدیں اور اس کے بعد جب بھی کوئی Consensus develop ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک پارٹی کیلئے نہیں ہو گی، ہماری یہ کوشش ہو گی کہ پارلیمانی لیڈرز جب Subsequently یہ محسوس کریں تو ہم ان شاءاللہ بیٹھ سکتے ہیں اور ان سے ٹائم لے سکتے ہیں۔

ارباب اکبر حیات: جناب! د دې به طریقه څه وی ؟

وزیر قانون پارلیمانی امور: یہ پارلیمانی لیڈرز جو ہونگے، یہ فیصلہ کرلیں اور ان شاءاللہ ہم اسی دن۔۔۔۔

ارباب اکبر حیات: جناب! د دې به طریقه څه وی، د دې پینځه لکھو روپو ؟ لږ د دې وضاحت منسټر صاحب! وکړئ۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: اس کا جی جو موجودہ طریقہ کار ہے، اگرچہ Question / Answer session تو نہیں ہے، Concluding remarks ہیں لیکن سر، اس میں یہ ہے کہ وہ ایک سے دو لاکھ پر لیکر جانے کی تجویز ہے اور اس کے جو Financial implications ہیں، وہ سمری فنانس کے ذریعے وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچ گئے ہیں لیکن بہر حال انہوں نے ہدایات اس میں جاری کی ہیں اور انشاءاللہ اس پر جلد عملدرآمد ہو گا، اس میں ہم باقاعدہ ایک قانون بھی لا رہے ہیں جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ تھینک یو سر۔

محترمہ دینا ناز: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، صرف ایک منٹ میں پلیز بات ختم کریں، ٹائم پورا ہوا ہے، کوشش کریں۔ جی جی دینا ناز صاحبہ، محترمہ دینا ناز۔

محترمہ دینا ناز: شکریہ سپیکر صاحب کہ آپ نے آخر میں مجھے موقع دیا بولنے کا، میری Just ایک منٹ کی بات ہے۔ اس اسمبلی کا یہ جو دو دن کا اجلاس تھا، یہ بہت سوگوار ماحول اور حادثے کے حوالے سے تھا جس کا سب کو بے حد افسوس ہے اور Specially میں یہ کہونگی کہ اس دکھ کو وہ ماں محسوس کر سکتی ہے جس کے بچے اس سے بچھڑ گئے ہیں یا وہ بہن جس کے بھائی واپس نہیں آئے یا وہ بیٹی جس کا باپ واپس نہیں آیا، انتہائی دکھ کا مقام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دکھ میں ہم برابر کے شریک ہیں، یہ تو ایجنڈا تھا ہمارے یہ دو دن اسمبلی سیشن کا، میری تمام اسمبلی سے اور جناب سپیکر! آپ سب سے، کہ اسی طرح ایک بہت اہم میری قرارداد ہے، اس کے بارے میں میں ایک درخواست پیش کرنا چاہتی ہوں، اگر اجازت ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر صاحب، یہ جو سیشن کا ماحول ہے، وہ یہ ہے کہ Single specific purpose کیلئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں تو ہم صرف وہی قرارداد لائیں گے۔

محترمہ دینا ناز: لیکن یہ ایسی قرارداد ہے کہ جس میں زندگی اور موت کا سوال ہے، یہ کینسر کے مریضوں کے حوالے سے ہے۔ دو مہینے سے میری یہ قرارداد التواء میں پڑی ہوئی ہے، اس کو آپ کی اسمبلی نے، آپ صاحبان نے اس کی منظوری دینی ہے، میں مختصر الفاظ میں اس کا ذکر کرونگی لیکن پہلے سپیکر صاحب، مجھے آپ سب کی اجازت چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں اس کے علاوہ بھی بہت ساری ریزولیوشنز ہمارے پاس پڑی ہیں، اس وجہ سے۔۔۔۔۔

محترمہ دینا ناز: لیکں نہیں اس قرارداد کی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، اب میں اجلاس سے متعلق جناب سپیکر صاحب کا۔۔۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: قرارداد اگر پیش کرلیں تو اس کے بعد۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی قرارداد۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سر، یہ مشترکہ قرارداد ہے لیکن چونکہ ہمارے اقلیتی بھائی اگر اپنی سیٹ پر آجائیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے وہ شروعات کریں، گورنمنٹ سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا استحقاق بنتا ہے، یہ ان کی برادری پر چونکہ ایک اٹیک ہوا تھا، Rule 240 کے تحت Rule 124 کو Suspend کر کے سر، میں اجازت چاہونگا کہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Deputy Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Member / Minister, to move their resolution? Those who are in favour of it may say ‘Aye’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The ‘Ayes’ have it, and the honourable Member, to please move his resolution.

قرارداد

جناب عسکر پرویز: تھینک یو، مسٹر سپیکر۔ یہ صوبائی اسمبلی 22 ستمبر 2013 کو کوہاٹی گیٹ چرچ پر ظالمانہ اور دلخراش خودکش دھماکوں سمیت دیگر پیش آنے والے ہر دو واقعات کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ اقلیتوں کو نشانہ بنانے کا مطلب نظریہ پاکستان پر کاری ضرب ہے جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مشکل کی گھڑی میں پاکستانی قوم فرقہ ورانہ اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک قوم کی طرح سوچتی ہے اور اس طرح کے بزدلانہ حملوں سے اس وحدت کو مٹایا نہیں جاسکتا۔ یہ ایوان مسیحی بھائیوں کے ساتھ بھرپور ہمدردی اور تعاون کا اظہار کرتا ہے اور ساتھ ہی دیگر دودھماکوں کے شہیدوں کے ورثاء کو بھی بھرپور تعاون اور ہمدردی کی یقین دہانی کراتا ہے اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اقلیتی بھائیوں کے تحفظ کو یقینی بنائے اور ان کے اداروں کی حفاظت کیلئے مربوط پروگرام ترتیب دیا جائے، نیز موجودہ وسائل کے ساتھ دہشت گردی کے خاتمے کیلئے عملی اقدامات اٹھائے، ساتھ یہ ایوان حالیہ واقعات میں اہلیان پشاور کے حوصلہ کو بھی سلام پیش کرتا ہے اور مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آل پارٹیز کانفرس میں طے شدہ اصول کے مطابق

مذاکرات کے عمل کو فی الفور عملی جامہ پہنائے تاکہ ایک دہائی سے جاری اس ملک میں دہشت گردی کے نام پر جاری جنگ کا خاتمہ ممکن ہو اور صوبہ خیبر پختونخوا سمیت پورے ملک میں امن کا قیام ممکن ہو۔ تھینک یو۔

Mr. Deputy Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously.

وزیر قانون پارلیمانی امور: سر، اس میں جو باقی ممبران ہیں، ریکارڈ کی درستگی کیلئے میں نام رکھنا چاہتا ہوں: اس پہ تمام پارلیمانی لیڈرز بشمول عظیم غوری صاحب، سردار حسین بابک صاحب، نگہت اورکزئی صاحبہ، شاہ فرمان صاحب، شاہ حسین خان، ارباب اکبر حیات صاحب، جناب حبیب الرحمان خان، جناب عبدالکریم صاحب اور جناب شہرام خان ترکئی صاحب، ان سب کے نام موجود ہیں تو یہ بھی ریکارڈ کے ساتھ ہو کہ یہ تمام ہاؤس کی ایک متفقہ قرارداد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں اجلاس سے متعلق جناب سپیکر صاحب کا فرمان پڑھ کر سناتا ہوں۔

"In exercise of the power conferred on me by Clause 3 of Article 54, read with Article 127 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Asad Qaisar, Speaker, Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, do hereby order that the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa shall stand prorogued on Tuesday the 1st October 2013, on completion of its business fixed for the day, till such date as hereafter be fixed".

اب میں اجلاس کو غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی کرتا ہوں۔ شکریہ۔

(اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی ہو گیا)